﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23

جمعۃ المبارک 25مارچ 2016ء

15/جمادی الثانی 1437 ہجری قمری ❁ 25/امان 1395 ہجری شمسی

شمارہ13

رحم، محبت اور حسن سلوک کا صلہ

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس میں یہ تین باتیں ہوں اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کا سایہ عطا فرمائے گا۔ اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔ وہ کمزوروں پر رحم کرے، ماں باپ سے محبت کرے اور خادموں اور نوکروں سے حسنِ سلوک کرے۔

(جامع ترمذی ابواب صفة القيامه حديث نمبر 2418)

مقربانِ الٰہی کی کچھ علامات ہوتی ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں مگر انہیں صاحبِ فراست اور پاک لوگ ہی پہچانتے ہیں۔

وہ اللہ کی خاطر بے دریغ خرچ کرتے ہیں اور انہیں ہر آن نور کا غسل دیا جاتا ہے۔ اللہ ان کے قلوب میں ایسی کشش ودیعت فرما دیتا ہے کہ مخلوق ان کی جانب کھنچی چلی آتی ہے جولوگ ازراہِ اخلاص ان کے حلقہء بیعت میں آتے ہیں وہ ان کی پرورش اس طرح کرتے ہیں جس طرح چوزوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ اور وہ انہیں شیطانی پھندوں سے رہا کرتے ہیں اور ان کی خاطر تاریک راتوں میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے اور سجدے کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ان پر رحمت کی بارش ہوتی ہے اور ان پر رحم کیا جاتا ہے۔

”ان (مقربانِ الٰہی) کی کچھ علامات ہوتی ہیں۔ جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں مگر انہیں صاحب فراست اور پاک لوگ ہی پہچانتے ہیں۔

اور ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ دنیا سے دور رکھے جاتے ہیں اور انہیں دنیوی امور کی سماعت سے محروم کر دیا جاتا ہے کہ ان کے دلوں میں دنیا ذرہ برابر بھی نہیں رہتی۔ وہ بکثرت برسنے والے بادل کی طرح ہوتے ہیں اور اللہ کی خاطر بے دریغ خرچ کرتے ہیں اور انہیں ہر آن نور کا غسل دیا جاتا ہے۔

اور ان کی ایک علامت یہ ہے کہ اللہ ان کے قلوب میں ایسی کشش ودیعت فرما دیتا ہے کہ مخلوق ان کی جانب کھنچی چلی آتی ہے۔ ان کی حالت اس جوش مارتے چشمے کی طرح ہوتی ہے جس کا پانی ٹھنڈا ہو۔ پس مخلوق ان کی طرف بھاگتی چلی آتی ہے۔ ان پر رحمان کی وحی کا پانی چھڑکا جاتا ہے اور لوگ ان کے اس پانی سے پیتے ہیں۔

اور ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ ناز و نعم میں پلے ہوئے شخص کی سی زندگی نہیں گزارتے بلکہ وہ آزمائش کے سمندروں میں تیرتے ہیں۔ ان کی رگ جان ہمیشہ کٹنے اور نچوڑے جانے کے لئے تیار ہے اور لوگ انہیں نچوڑتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کی تسبیح کرتے اور اس کے ذکر میں ایک ہمیشہ متحرک رہنے والی مچھلی کی طرح تیرتے ہیں اور پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ (اللہ کے حضور) اس طرح چلّاتے ہیں جس طرح ایک حاملہ عورت دردِ زہ کے وقت چلّاتی ہے اور وہ اسی میں لذت پاتے ہیں۔

اور ان کی علامات میں سے دنیوی زندگی کو سادگی سے اور غیر اللہ کی باتوں سے اپنے کانوں کو بند کر کے اور مدد طلب کرنے والوں کی طرح (خدا کو) پکار کر بسر کرنا ہے اور گھونسلوں تک نہ پہنچ پانے والے پرندوں کی طرح (اللہ کو) یاد کرنا ہے اور وہ اس (ذکر) کی خوشبو میں بسے رہتے ہیں۔

ان کی ایک علامت ان کا ہر قسم کی میل کچیل اور خارش سے پاک ہونا ہے اور وہ مردِ میدان ہوتے ہیں نہ کہ چوڑیاں پہننے والیوں کی طرح کیونکہ وہ اپنے وجود سے بُزدلی کا لباس اتار دیتے ہیں اور وہ حق کی تبلیغ کرتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ جولوگ ازراہِ اخلاص ان کے حلقہء بیعت میں آتے ہیں وہ ان کی پرورش اس طرح کرتے ہیں جس طرح چوزوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ اور وہ انہیں شیطانی پھندوں سے رہا کرتے ہیں اور ان کی خاطر تاریک راتوں میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے اور سجدے کرتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ان پر رحمت کی بارش ہوتی ہے اور ان پر رحم کیا جاتا ہے۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اس وقت تک وفات نہیں پاتے جب تک ان کا کام پورا اور نتیجہ خیز نہ ہو جائے اور ان کی جماعتیں جمع نہ ہو جائیں اور حق بکمالہٖ واضح نہ ہو جائے۔ اور ان کا ڈول پورے طور پر بھر دیا جاتا ہے اور اس کے پانی میں کوئی کمی نہیں رہنے دی جاتی۔ پس وہ معطّر جسم کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں اور وہ اپنی زینت یوں مکمل کرتے ہیں جس طرح دلہنوں کے سنگاردان میں زینت کا ہر سامان مکمل ہوتا ہے تاکہ مخلوق انہیں دیکھے جس کے نتیجہ میں ان کی ستائش کی جاتی ہے۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ دنیا ان کو اپنے افکار سے زیر نہیں کر سکتی بلکہ وہ ان کی سرکوبی کرتے اور ان کے ہتھیاروں کی دھار کند کر دیتے ہیں اور اللہ پر توکّل کرتے ہیں۔

اور ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ حضرت احدیّت کی رضا جوئی کے لئے اندھیری راتوں میں عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ نیکیوں کا بیج بوتے اور اپنی اس فصل کی حفاظت کے لئے اپنے تقویٰ کو جھونپڑا بناتے ہیں اور پھر اس دنیا اور آخرت میں اپنی فصلوں کو کاٹتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ نہ تو چیں بجبیں ہوتے ہیں نہ ہی بدمزاجی سے پیش آتے ہیں اور نہ ہی لوگوں سے بے رخی کرتے ہیں اور وہ ہدایت کی چراگاہ میں ہر جگہ چرتے ہیں اور وہ ایسی زمین کی مانند نہیں ہوتے جس میں کسی جگہ روئیدگی ہو اور کہیں نہ ہو۔ وہ شدائد کا سامنا ہونے پر پیٹھ نہیں پھیرتے خواہ انہیں تاریکیوں میں چلنا پڑے۔ وہ بھاگتے نہیں خواہ انہیں قتل ہی کر دیا جائے۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ناحق کسی کی عزت و آبرو کو آلودہ نہیں کرتے اور وہ اپنی زبان کو نیام میں رکھتے ہیں اور سونتتے نہیں۔ وہ باطل امور میں نہیں پڑتے اور انہیں کتنا ہی بھڑکایا جائے پھر بھی ان کی آتشِ غضب ٹھنڈی ہی رہتی ہے اور جب کوئی تکلیف دہ بات انہیں پہنچے تو وہ خمیرے آٹے کی مانند غصہ سے نہیں پھولتے۔ وہ استقامت کو نہیں چھوڑتے بلکہ وہ اس پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ تو انہیں بے غیرت کی طرح نہیں پائے گا بلکہ وہ ایک غیور قوم ہیں۔ وہ اللہ کے اخلاق کی نقل کرتے ہیں اور وہ اپنے نبی (ﷺ) کے اخلاق کی بھی نقل کرتے ہیں جیسے تم ایک تحریر سے دوسری تحریر نقل کرتے ہو اور وہ اسی طرح ہی کرتے ہیں“۔

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔ (مع اردو ترجمہ) صفحہ 55 تا 59)

جماعت احمدیہ ڈنمارک کے
23ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: نعمت اللہ بشارت۔ مبلغ ڈنمارک)

جماعت احمدیہ ڈنمارک کا 23واں جلسہ سالانہ 31/اکتوبرو یکم نومبر 2015ء کوکوپن ہیگن سے ملحقہ کونسل برنڈبی سٹرانڈ کے ایک پبلک سکول کی وسیع وعریض عمارت میں منعقد ہوا۔ امیر ومبلغ انچارج ڈنمارک مکرم محمد زکریا خان صاحب کی سرکردگی اور نگرانی میں جلسہ گاہ اور سٹیج کی تزئین و آرائش کا کام جلسہ سے ایک روز قبل ہی مکمل کرلیا گیا تھا۔

31/اکتوبر بروز ہفتہ جلسہ سالانہ ڈنمارک کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی حسب پروگرام ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے صبح مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر ومبلغ انچارج ڈنمارک کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ بعدازاں محترم امیر ومبلغ انچارج صاحب ڈنمارک نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا احباب جماعت ڈنمارک کے نام ایک خصوصی پیغام پڑھ کرسنایا جوحضورانور نے ازراہ شفقت اس موقع کے لیے ارسال فرمایا تھا۔ جس میں حضورانور نے فرمایا کہ جماعت کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اس جماعت میں داخل ہونے والے اپنے اندر پاک اور روحانی تبدیلی پیدا کریں۔ صوم و صلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کے لیے عملی کاوش کریں اور خدا تعالیٰ کی محبت میں ترقی کریں۔ علاوہ ازیں حضورانور نے اپنے پیغام میں جماعت احمدیہ ڈنمارک کو نظام خلافت سے مضبوط رشتہ قائم کرنے، خلیفہ وقت کی ہر آواز پر لبیک کہنے، خلیفہ وقت کے خطبات خود سننے اور اپنے اہل خانہ کو بھی سنانے، خلافت سے گہری محبت اور اطاعت کا مثالی رشتہ قائم کرنے کی طرف نہایت حسین، پُرمعارف اور اثر انگیز رنگ میں توجہ دلائی۔

جماعت ڈنمارک کے نام حضورانور کا یہ خصوصی پیغام جلسہ سالانہ ڈنمارک کی روح رواں اور ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر یہ پیغام اور اس کا ڈینش ترجمہ جلسہ کے تمام اجلاسات میں پڑھ کرسنایا گیا۔ اور محترم امیر صاحب نے تمام احباب جماعت کو اس امر کی طرف خصوصی توجہ دلائی کہ وہ حضورانور کے پیغام کی روح کو سمجھیں اور اس پر کماحقہٗ عمل کریں۔ اس کے بعد ایک نظم ہوئی۔

نظم کے بعد محترم امیر ومبلغ انچارج صاحب نے افتتاحی تقریر کی جس میں آپ نے قرآنی آیات کی روشنی میں بتایا کہ دنیا میں کوئی بھی انسان یہ نہیں چاہتا کہ اُس کی زندگی مصائب والآم میں گزرے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دنیا کی اکثریت اطمینان قلب کے حصول کے لیے دنیاوی نعمتوں اور آسائش کے پیچھے بھاگی چلی جارہی ہے جو درحقیقت عارضی اور فانی ہیں۔ اطمینان قلب اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سے ہی وابستہ ہے جس کا حصول خدا تعالیٰ سے حقیقی تعلق قائم کرنے میں مضمر ہے۔

اسی طرح امیر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد کا ذکر فرمایا اور تمام احباب جماعت کو جلسہ کے ان ایام میں جلسہ میں شمولیت کے ذریعہ اس کی برکات سے بھرپور استفادہ کی تلقین کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت الفاظ میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے حق میں دعائیں پڑھ کرسنائیں اور اجتماعی دعا کروائی۔

ریفریشمنٹ اور نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی مکرم شاہد احمد کاہلوں صاحب مبلغ انچارج ناروے کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ ازاں بعد خاکسار نے حضور انور کے خصوصی پیغام جو حضورانور نے ازراہ شفقت جلسہ سالانہ ڈنمارک کی مناسبت سے ارسال فرمایا تھا اس کا ڈینش زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ پھر ایک نظم پڑھی گئی۔ اس اجلاس میں مکرم فلاح الدین ملک صاحب (مبلغ سلسلہ) نے ’’تربیت اولاد‘‘ کے موضوع پر، مکرم عماد الدین ملک صاحب نے ’’ایک احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں‘‘ کے موضوع پر اور خاکسار نے ’’عائلی زندگی اور اُن کے مسائل کے حل‘‘ کے بارے میں ڈینش زبان میں تقاریر کیں۔

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد پاکستانی غیراز جماعت دوستوں کے ساتھ ایک تبلیغی نشست منعقد ہوئی جس میں مکرم امیر صاحب ڈنمارک نے مہمانوں کے سوالات کے جواب دئے اور انہیں موجودہ دور میں اسلامی ممالک میں پیدا ہونے والے مسائل اور بے چینی کے علاج اور حل کے ضمن میں حقیقی نظام خلافت پر بھی روشنی ڈالی۔

یکم نومبر بروز اتوار صبح دس بجے جلسہ سالانہ کے تیسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز خاکسار کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم رانا عبدالرؤوف خان صاحب (ناظم دارالقضاء ڈنمارک) نے ’’خلافت کا مقام اور اس کی برکات‘‘ کے موضوع پر اور مکرم خاور احمد طاہر صاحب نیشنل سیکرٹری مال نے ’’مالی قربانی کا فلسفہ اور اصحاب احمد کا نمونہ‘‘ کے موضوع پر اور مکرم مولانا محمد اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ وصدر خدام الاحمدیہ ڈنمارک نے ’’حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے وابستہ برکات کا ایک پہلو۔ سائنسی وصنعتی ترقیات‘‘ کے موضوع پر تقاریر کیں۔

ریفریشمنٹ اور نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد چوتھے اور آخری اجلاس کی کارروائی مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر ومبلغ انچارج ڈنمارک کی صدارت میں پونے تین بجے بعد دوپہر تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ ازاں بعد محترم امیر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام برموقع جلسہ سالانہ ڈنمارک ایک بار پھر پڑھ کرسنایا۔ اس کے بعد مکرم اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ وچیئرمین ہیومینٹی فرسٹ ڈنمارک نے ہیومینٹی فرسٹ کی کارگزاری رپورٹ پیش کی۔ اور مکرم ڈاکٹر اظہر احمد صاحب نے ہیومینٹی فرسٹ کے تحت ڈاکٹرز کی ایک ٹیم کے دورہ گیمبیا کی رپورٹ پیش کی۔

محترم امیر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں سورۃ ابراہیم کی پہلی چار آیات کی تلاوت کی۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب لوگوں کو ظلمات سے نکال کرنور کی طرف لانے والی ہے۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو نور قرار دیا ہے۔ پس جو بھی اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیمات سے دور ہوگا وہ تاریکی میں بھٹکتا رہے گا۔ آپ نے کہا کہ اس وقت قریباً تمام اسلامی ممالک مذہبی جنون کی لپیٹ کی زد میں ہیں اور تمام اسلامی ممالک فساد کی آماجگاہ بن کر اسلام دشمن طاقتوں کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں۔

آپ نے کہا کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسلمانوں کی دینی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ آپ نے خلفاء جماعت احمدیہ کے علم کلام سے استفادہ کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں ان تمام حالات کا نقشہ جامع الفاظ میں کھینچا تھا اور پھر اس تاریکی اور ظلمت سے نجات پانے کی راہ بھی بتادی کہ امام مہدی اور مسیح موعودؑ کا ظہور ہوگا۔ تم اُس کی بیعت کرنا خواہ برف پوش پہاڑوں پر گھٹنوں کے بل چل کر اُس کے پاس جانا پڑے۔ آپ نے کہا کہ خلافت راشدہ کے ختم ہونے پر مسلمان تفرقہ کا شکار ہوگئے اور ان کا شیرازہ بکھر گیا۔ آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بار پھر یہ عظیم نور اور عظیم نعمت یعنی خلافت عطا کی ہے۔ آپ نے تمام احباب جماعت کو خود بھی اور اپنی اولادوں کو بھی نظام خلافت سے وابستہ ہونے اور اس کی کامل اطاعت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور اپنی تقریر کے اختتام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اہم اقتباسات پڑھ کرسنائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت سے کیا توقعات رکھتے ہیں۔ اور حضور جماعت کی کس رنگ اور کس نہج پر تربیت کرنا چاہتے ہیں۔ تقریر کے اختتام پر محترم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔

جلسہ میں حاضری اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سالوں کی نسبت بہت خوشکن رہی۔ ڈنمارک کے علاوہ، سویڈن سے محترم امیر صاحب سویڈن مکرم مامون الرشید صاحب کی سرکردگی میں ایک نمائندہ وفد نے شمولیت کی۔ اسی طرح ناروے سے محترم شاہد احمد کاہلوں صاحب مبلغ انچارج ناروے کی سرکردگی میں ایک وفد نے جلسہ میں شمولیت کی اور جلسہ کی رونق کو بڑھایا۔ اسی طرح انگلینڈ، اور ہالینڈ سے بھی بعض مہمانان کرام اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ سیریا سے ڈنمارک تشریف لانے والی ایک فیملی بھی اس جلسہ میں پہلی بار شامل ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو جلسہ کی تمام برکات سے نوازے۔ آمین

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 03دسمبر 2013ء بروز منگل مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ ڈاکٹر منصورہ شمیم صاحبہ بنت مکرم شمیم احمد صاحب کا ہے۔ یہ سوئٹزرلینڈ میں رہتی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم ڈاکٹر عطاء العلیم بھٹی صاحب ابن مکرم عبدالقدیر بھٹی صاحب کراچی کے ساتھ دس لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ دولہن کے وکیل ان کے بھائی مکرم کلیم احمد صاحب ہیں اور دولہا کے بھی وکیل مومن طاہر صاحب ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ یہ جو ڈاکٹر صاحبہ ہیں، پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں۔ Basically سائنس دان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی Researcher ہیں۔ خدا تعالیٰ کرے کہ یہ نکاح، یہ شادی جو طے پا رہی ہے ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور جس اخلاص و وفا سے ان کا خلافت اور جماعت سے تعلق ہے، اللہ تعالیٰ آئندہ نسلوں کو بھی اس تعلق پر قائم رکھے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نکاح کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

سیدنا بلالؓ فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 14/مارچ 1986ء بمقام مسجد فضل لندن میں شہداء احمدیت کے لواحقین کی دیکھ بھال کے لئے ایک فنڈ کا اعلان فرمایا اور 15 مارچ 1986ء کو حضورانور نے اس تحریک کو ’سیدنا بلالؓ فنڈ‘ کا نام دیا۔

حضورانور نے فرمایا کہ یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا اور خیال کرے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی بلکہ بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے۔

نیز فرمایا: پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے اور ادنیٰ سا بھی تردّد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو، یہ خواہش پید ہو رہی ہو کہ مَیں اس میں شامل ہوں۔ پھر خواہ کسی کو ایک آنہ دینے کی بھی توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے، وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی۔

اس بابرکت تحریک کے تحت شہداء کی فیملیز کے گھریلو اخراجات، بچوں کی شادی بیاہ کے مسائل اور تعلیمی اخراجات کے علاوہ دیگر تمام امور کا خیال رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا ہے احباب جماعت اسی طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ کے ساتھ اس تحریک میں حصّہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر ’سیدنا بلالؓ فنڈ‘ کمیٹی)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 393

مکرم عطیہ حفظی ہمام صاحب (1)

مکرم عطیہ حفظی ہمام صاحب کا تعلق مصر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1979ء میں ہوئی اور انہیں اوائل 2014ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ان کی بیعت کا بڑا سبب ایک احمدی مکرم عبدہ بکر صاحب کی تبلیغ اور ایک مناظرہ میں ان کا موقف تھا۔مکرم عبدہ بکر صاحب کے جماعت کی طرف سفر کا احوال ہم گزشتہ سال نذر قارئین کر چکے ہیں۔ ذیل میں ہم مکرم عطیہ حفظی صاحب کے ایمانی سفر کا احوال بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں:

قابل فکر دینی وسماجی حالت

مَیں بالائی مصر کی ایک بستی میں پلا بڑھا جہاں کے رہائشی نہ صرف تنگ نظر بلکہ جاہلیت کے زمانے کے معاشرے کی تصویر پیش کرتے تھے۔ان میں راسخ ہونے والی تعصب اور انتقام کی عادات کے شاخسانے آئے دن بستی کی گلیوں اور گھروں میں بکھرے نظر آتے تھے۔

مَیں وہی عقائد لے کر پروان چڑھا جو معروف کتب تفسیر میں موجود ہیں اور جن کا تذکرہ آئے دن خطیب حضرات مسجد و منبر سے کرتے رہتے ہیں۔

مَیں صرف نماز جمعہ پابندی سے ادا کرتا تھا جبکہ دیگر نمازوں میں واضح سستی ہو جاتی تھی۔

ہماری بستی کے خطیب حضرات کو شاید لوگوں کو خوفزدہ رکھنے کا اس قدر شوق تھا کہ آئے دن وہ دجال، یاجوج وماجوج اور قرب قیامت کی نشانیوں کا ذکر چھیڑ لیتے تھے اور پھر اس کی تفاصیل میں نہایت عجیب وغریب ہولناک امور بیان کرتے۔

عبدہ بکر اور ان کے بارہ میں افواہیں

عبدہ بکر نامی ایک شخص میرے ایک ازہری بھائی کا دوست تھا۔ایک روز میں نے ان دونوں کو دجال اور نزول مسیح کے بارہ میں بحث کرتے ہوئے دیکھا تو ان کی باتیں سننے کے لئے بیٹھ گیا۔ باوجود اس کے کہ عبدہ بکر صاحب ایک نئی بات اور منفرد استدلال پیش کر رہے تھے پھر بھی ان کی بات دل کو لگتی تھی۔ اس کے بالمقابل میرا ازہری بھائی دلیل سے تو کوئی مضبوط بات نہ کر پایا تاہم غصے میں آ گیا اور باوجود گہری دوستی کے لال پیلا ہو گیا اور فوراً بحث بند کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے عبدہ بکر صاحب سے کہنے لگا کہ تمہیں عقل کے ناخن لیتے ہوئے اپنے عقائد سے توبہ کر کے اللہ کے پاس مسلمان ہونے کی حالت میں ہی جانا چاہئے۔

چندروز کے بعد عبدہ بکر صاحب واپس قاہرہ چلے گئے اور ان کے جانے کے بعد پوری بستی میں یہ افواہ گردش کرنے لگی کہ عبدہ بکر اسلام کو چھوڑ کر کسی نئے دین میں داخل ہو گئے ہیں۔بعض مولویوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ عیسائی ہو گیا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ قادیانیت نامی نئے دین میں داخل ہو گیا ہے۔

میں عبدہ بکر صاحب کو جانتا تھا کہ وہ اچھا انسان ہے۔ اگرچہ اس کے بعض خیالات میرے موروثی عقائد سے ٹکرانے کی وجہ سے مجھے کچھ عجیب سے لگتے تھے لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ایسا خوبصورت کلام بولتا کہ اسے سننے کو دل چاہتا تھا۔اسی طرح اسلام کے ساتھ اس کی وابستگی اور محبت بھی غیر معمولی تھی پھر وہ اسلام کو کیونکر چھوڑ سکتا ہے؟

جماعت اور ایم ٹی اے سے تعارف

کچھ عرصہ کے بعد اخوان المسلمین کے بعض لوگ عبدہ بکر صاحب کے بارہ میں یہ کہنے لگے کہ یہ فریب خوردہ ہے اور اس نے بھاری مال لے کر اسلام ترک کر دیا ہے۔

میں نے یہ سنا تو فون اٹھایا اور عبدہ بکر صاحب کو بتایا کہ ان کے خلاف یہ یہ کہا جا رہا ہے۔انہوں نے بات کی وضاحت کی تو میں نے مزید کی خواہش کا اظہار کیا۔اس پر انہوں نے مجھے جماعت احمدیہ کے چینل کی فریکوئینسی دی جس کے بعد میری زندگی میں ایک نئے مرحلے کا آغاز ہو گیا۔ یہ 2012ء کی بات ہے۔اس وقت میں غیر شادی شدہ تھا۔ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ مل کر جماعت احمدیہ کا چینل دیکھنے لگا۔جب میں نے اس پر مکرم فتحی عبدالسلام صاحب کو دیکھا اور سنا تو بہت خوشی ہوئی کہ کوئی اور مصری بھی اس جماعت میں اور ان پروگرام کرنے والوں میں شامل ہے۔

ان ایام میں سلفیوں کے ساتھ الحوار المباشر کا پروگرام نشر مکرر کے طور پر پیش کیا جا رہا تھا۔اسے میرے والد صاحب نے بھی بڑی دلچسپی کے ساتھ دیکھا حالانکہ 2011ء میں مصر میں ہونے والے فسادات کی وجہ سے دینی جماعتوں کی ساکھ کافی حد تک خراب ہو گئی تھی اور والد صاحب اس بناء پر دینی جماعتوں میں کوئی دلچسپی نہ لیتے تھے۔لیکن اس پروگرام کو دیکھنے کے دوران میں نے بارہا والد صاحب کے چہرے پر جماعت کے دلائل اور موقف کے بارہ میں پسندیدگی کے آثار دیکھے۔

جماعت کی صداقت کا اعتراف

بہر حال میں اس چینل کے پروگرام دیکھتا رہا اور اس دوران اگر میرے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہوتا تو میں عبدہ بکر صاحب کو فون کر کے پوچھ لیتا اور وہ مجھے تفصیل سے بات سمجھا دیتے۔ رفتہ رفتہ بات میری سمجھ میں آنے لگی اور حق میرے دل میں راسخ ہونا شروع ہو گیا۔ عبدہ بکر صاحب نے مجھے کہا کہ بہتر ہے کہ تم مجھے سوال بتا دیا کرو اور میں اس کا جواب اپنی آواز میں ریکارڈ کر کے تمہیں ارسال کر دیا کروں گا۔ چنانچہ اس طرح ان کے ریکارڈ کئے ہوئے جوابات کو بار بار سننے کی وجہ سے میرے لئے بات کا سمجھنا آسان ہو جاتا۔

پھر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب سے بعض اقتباسات ریکارڈ کر کے مجھے ارسال کرنے شروع کئے جن سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا اور دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی صداقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔

اسی عرصہ میں میری بستی کی ہی ایک لڑکی کے ساتھ میری شادی کی بات چلی تو میں نے مکرم عبدہ بکر صاحب کو اس سے آگاہ کر کے مشورہ مانگا۔انہوں نے مجھے نصیحت کی کہ اگر تم جماعت کی صداقت کے قائل ہو اور جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہو تو اپنی ہونے والی بیوی کو پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں بتا دو۔ نیز انہوں نے بتایا کہ وہ رمضان کا مہینہ بستی میں ہی آ کر گزاریں گے اور پھر مل بیٹھنے اور مختلف امور کے بارہ میں تفصیلی بات کرنے کا موقع ملے گا۔

مولویوں کے ساتھ مباحثہ

یہ رمضان 2012ء کی بات ہے جب عبدہ بکر صاحب حسبِ وعدہ بستی میں آئے۔ میں نے ان سے بعض امور کے بارہ میں تبادلۂ خیال کیا نیز انہیں بستی کے بعض علماء اور ان کے بعض شاگردوں کی مناظرہ کرنے کی خواہش بھی پہنچائی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ رمضان کی چھٹیاں اپنے والدین کے ساتھ سکون سے گزارنے آئے ہیں اور کسی قسم کی مشکلات اور جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہتے۔لیکن چند دن گزرنے کے بعد ہی بعض نوجوانوں نے عبدہ بکر صاحب کے ساتھ نشست پر اصرار کرنا شروع کر دیا۔ میں نے عبدہ بکر صاحب سے بات کی تو انہوں نے بخوشی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ ملاقات کے لئے وقت اور جگہ کا تعین ہوا لیکن یہ نوجوان وقت مقررہ پر وہاں نہ پہنچے۔تاہم اگلے ہی روز دوبارہ بات کرنے کی رَٹ لگانی شروع کر دی اور اپنی طرف سے ہی شرعی علوم کے مدرسہ میں گفتگو کا وقت مقرر کر دیا۔ جب عبدہ بکر صاحب نے وہاں جانے سے عذر کیا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ لگتا ہے کہ عبدہ بکر اپنے نئے عقیدہ سے مطمئن نہیں ہے اور اس کے دفاع سے قاصر ہے۔ یہ بات سنتے ہی میں نے بے اختیار ہو کر کہہ دیا کہ نہیں وہ اپنے عقیدہ سے بہت زیادہ مطمئن ہے اور اس کا دفاع کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اسے وقت مقررہ پر یہاں لے کر آؤں گا۔اس لئے آپ اپنی تیاری کریں۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب مصر میں اخوان المسلمین کی حکومت قائم ہو گئی تھی اور ان کے صدر کے حکم سے فوج کے بڑے بڑے عہدیداروں کو ان کے عہدوں سے فارغ کر دیا گیا تھا جس کے بعد اخوان المسلمین یہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ وہ ملک میں جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

بہر حال جب میں نے عبدہ بکر صاحب کو مباحثہ کے بارہ بتایا تو انہوں نے کہا کہ میں ضرور جاؤں گا شاید اللہ تعالیٰ اس میں حق کے طالبوں کے لئے کوئی نشان دکھا دے۔

ہم مقررہ وقت پر شرعی علوم کے مدرسہ میں جا پہنچے۔ وہاں پر تقریباً پچاس اشخاص قالین پر بیٹھے تھے اور ان کا بڑا مولوی کرسی پر براجمان تھا۔ہم بھی قالین پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ مولوی صاحب نے لوگوں کو مکرم عبدہ بکر صاحب کا تعارف کروانا شروع کیا اور عبدہ بکر صاحب بھی حیران رہ گئے کہ مولوی صاحب کو ان کے بارہ میں اتنا کچھ علم ہے۔

وفات مسیحؑ۔اختلافی مسئلہ!

اس کے بعد وفات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر بات ہوئی۔ مولوی صاحب نے حیات مسیحؑ اور ان کے آسمان کی طرف جسمانی رفع پر زور دیا جبکہ عبدہ بکر صاحب نے قرآن وحدیث سے ان کی وفات کے دلائل پیش کئے۔ بالآخر مولوی صاحب کہنے لگے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس میں علماء کا اختلاف ہے۔ یہ سن کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ کا تو حیات مسیحؑ پر اصرار تھا لیکن اب آپ کہتے ہیں کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ یعنی بعض علماء کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو گئی ہے اور بعض کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں۔ تاہم بیک وقت دونوں کی رائے درست نہیں ہو سکتی۔ ایسی صورت میں بہترین طریق فیصلہ یہی ہے کہ جس رائے کی قرآن اور سنت واضح طور پر تصدیق کرتی ہے اسے رکھ لیا جائے اور دوسری رائے کو چھوڑ دیا جائے۔

موروثی ترکش کا تیر

شاید مولوی صاحب کو یہ طریق فیصلہ منظور نہ تھا لہٰذا انہوں نے میری بات سنی اَن سنی کرتے ہوئے کسی قدر جلدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر شروع کر دیا اور ابتدا ہی اس بات سے کی کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا نبی ہے (نعوذ باللہ)۔ اس کے جواب میں مکرم عبدہ بکر صاحب نے یہی کہا کہ: **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن**۔ یہ مختصر سا جملہ مولوی صاحب کے لئے بہت تکلیف کا موجب ہوا کیونکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم اس بات میں جھوٹے ثابت ہوئے تو یہ لعنت تم پر پڑے گی اور یاد رکھو کہ تم اپنے ایسے فتاویٰ میں جھوٹے ہی ہو۔ یہ بات سنتے ہی مولوی صاحب تو آپے سے باہر ہو گئے، آؤ دیکھا نہ تاؤ، اپنے موروثی ترکش سے سب سے بڑا اور سب سے تیز تیر نکال کر چلاتے ہوئے منہ پھلا کر کہا: تم کافر ہو۔ اس پر عبدہ بکر صاحب نے نہایت اطمینان سے کہا: **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ**۔ اس کا بھی یہی مطلب تھا کہ اگر تم ایک کلمہ گو مسلمان کو کافر کہو گے تو حدیث نبوی کے مطابق یہ کفر تمہاری طرف ہی لوٹ جائے گا۔

اس کے بعد عبدہ بکر صاحب کے لئے وہاں بیٹھنا ممکن نہ رہا تھا لہٰذا وہ اجازت لے کر رخصت ہوئے اور ان کے ساتھ میرے علاوہ کچھ اَور نوجوان بھی اٹھ گئے کیونکہ ہمارا مؤقف یہ تھا کہ مولوی صاحب نے اپنے فتاویٰ تکفیر کو بے محل استعمال کیا ہے۔

باہر آ کر ایک اَور نوجوان نے کہا کہ میں اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ عبدہ بکر صاحب نے جواب دیا کہ شرط صرف یہی ہے کہ کوئی گالی گلوچ اور فضول قسم کے فتاویٰ کا ذکر نہیں ہو گا اور تمام دلائل صرف اور صرف قرآن وصحیحین سے دیئے جائیں گے۔ دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا اور ہم وہاں سے واپس اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

گھر بدری کا حکم

جیسا کہ یہ ذکر ہوا ہے کہ یہ رمضان کے ایام تھے، صبح سحری کے وقت عبدہ بکر اپنا سامان اٹھائے میرے گھر تشریف لائے۔ میرے استفسار اور حیرانی کے اظہار پر انہوں نے بتایا کہ رات کو مولوی حضرات نے میرے والد صاحب کو فون کر کے کہا کہ تمہارا بیٹا کافر ہو گیا ہے اب اس کا تمہارے گھر میں رہنا حرام ہے۔ لہٰذا میرے والد صاحب نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اور میں ریلوے سٹیشن کی جانب جا رہا ہوں لیکن آپ سے یہی کہنے کے لئے آیا ہوں کہ اس بھری مجلس میں مولوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کاذب کہا ہے اور اسی مجلس میں جھوٹے پر لعنت ڈالی گئی ہے، اور مجھے یقین ہے کہ ان جھوٹے مولویوں پر خدا کی لعنت پڑنے والی ہے۔ اس لئے تم ان کی خبروں سے آگاہ رہنا اور اپنے بارہ میں استخارہ کرتے رہنا۔

(اس کے بعد کے حالات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ’براہین احمدیہ‘ ان تمام اعتراضات کا جواب ہے جو مستشرقین یورپ قرآن کریم کے متعلق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آیات جس میں پیشگوئیوں کا ذکر پایا جاتا ہے اس زمانہ کی ہیں جب وہ واقعات دنیا میں ظاہر ہو چکے تھے

انتخاب از تفسیر کبیر مصنّفہ حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی الله عنه

حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’......جب قرآن کریم نازل ہو رہا تھا اس وقت تو نہ صحابہ کے دل میں یہ خیال آ سکتا تھا اور نہ کسی اور مسلمان کے دل میں کہ کل دشمن قرآن کریم کے متعلق کیا کیا اعتراض کرے گا۔ اکثر اعتراضات موجودہ زمانہ میں ہوئے ہیں جن کے ہم جواب دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض باتیں ایسی ہیں جو صحابہؓ کے زمانہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھیں۔ مثلاً سورتوں کے نزول کی ترتیب معلوم کرنے میں اُس وقت کوئی دقّت پیش نہیں آ سکتی تھی۔ صحابہؓ زندہ موجود تھے اور اگر کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا تو اس سے کہا جا سکتا تھا کہ زید سے پوچھ لو۔ بکر سے دریافت کرلو۔ عمرو اور خالد سے اپنی تسلی کرالو۔ مگر جب جواب دینے والے فوت ہوگئے تو اس وقت قدرتی طور پر بعض لوگوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہونا شروع ہوا کہ فلاں سورۃ کب اتری تھی یا فلاں سورۃ کا فلاں حصہ کب نازل ہوا تھا؟ اس وقت دشمن نے اس قسم کے خیالات سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا کہ جہاں کسی پیشگوئی کا ذکر آتا وہ کہہ دیتا کہ یہ حصہ تو وقوعہ کے بعد کا ہے۔ حالانکہ وہ حصہ وقوعہ سے مدّتوں پہلے نازل ہو چکا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور پیشگوئی ان میں یہ خبریں موجود ہوتی تھیں کہ کفّار مکہ میں سے کوئی فرعون کا مثیل ہوگا۔ کوئی ہامان کا قائمقام ہوگا اور نبی کریمؐ کی مثال یوسفؑ کی سی ہوگی۔ جس طرح یوسفؑ کو اس کے اپنے بھائیوں نے نکال دیا تھا اسی طرح آپ کے بھائی آپ کو اپنے شہر میں سے نکال دیں گے۔ غرض کئی قسم کی پیشگوئیاں تھیں جو اللہ تعالیٰ کے اس کلام میں موجود تھیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جو بعد میں حرف بحرف پوری ہوگئیں۔ مگر چونکہ صحابہ کا زمانہ گزر چکا تھا اور وہ لوگ فوت ہو چکے تھے جن کے سامنے قرآن کریم کا نزول ہوا اس لئے دشمن نے اس رنگ میں فائدہ اٹھانا شروع کر دیا کہ جہاں کہیں کوئی امر بطور پیشگوئی ملتا وہ جھٹ کہہ دیتا کہ یہ حصہ وقوعہ کے بعد کا ہے جب واقعات اس رنگ میں ظاہر ہو چکے تھے۔ یہی طریق یورپین مصنفین نے اختیار کیا ہے۔ وہ قرآن کریم کی ہر پیشگوئی کو واقعہ کے بعد نازل شدہ بتاتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ دیکھو لوگ کہتے ہیں یہ آیت مکّی ہے حالانکہ اس میں فلاں واقعہ کی خبر ہے جو مدینہ میں ہوا اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ آیت مکّی نہیں، مدنی ہے۔ اس سے ان کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے جو کہا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی پیشگوئیاں کیں اور وہ وقت پر پوری ہوئیں یہ دعویٰ بالکل غلط ہے۔ آپ نے کوئی پیشگوئی نہیں کی بلکہ واقعہ کے بعد آپ نے اس رنگ کی آیات ڈھال کر قرآن کریم میں شامل کر دی تھیں۔

اس اعتراض کا جواب صحابہؓ تو دے نہیں سکتے کیونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور صحابہ کے زمانہ میں یہ سوال نہیں اٹھا کہ وہ اس پر کوئی روشنی ڈال جاتے۔ مگر چونکہ اس اعتراض کا جواب ضروری تھا اس لئے **اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے جہاں اسلام کے اور بہت سے مسائل کو حل کیا وہاں اس ترتیب کے سوال کو بھی اللہ تعالیٰ نے بالکل حل کر دیا ہے۔**

جب قرآن کریم نازل ہوا ہے اس وقت ساتھ ہی ساتھ اس رنگ میں کتابت نہیں ہوتی تھی کہ جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ فلاں آیت کس سال میں نازل ہوئی اور فلاں آیت کس سال میں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے زمانہ میں پیدا کیا جب کتابت کا زور تھا، پریس جاری تھے اور ہر چیز شائع ہو کر فوراً لوگوں کی نظروں کے سامنے آ جاتی تھی اور یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ چونکہ الہام میں فلاں واقعہ کا ذکر ہے جو اتنے سال بعد پورا ہوا اس لئے یہ الہام اس واقعہ کے بعد کا ہے، پہلے کا نہیں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود اس اعتراض کے باطل ہونے پر ایک زبردست گواہ ہے۔ چنانچہ مَیں اس کے ثبوت میں ’’براہین احمدیہ‘‘ کے بعض الہامات پیش کرتا ہوں۔

براہین احمدیہ انگریزی مطبع میں چھپی ہے 1880ء میں اس کی پہلی جلد شائع ہوئی تھی اور 1884ء میں چوتھی جلد چھپنے کے بعد اس کتاب کی دو جلدیں قانون کے مطابق گورنمنٹ کو بھجوا دی گئی تھیں بلکہ لنڈن میوزیم میں بھی اس کی کاپیاں محفوظ ہیں۔ اس لئے دشمن یہ نہیں کہہ سکتا کہ براہین احمدیہ میں جو باتیں لکھی گئی ہیں وہ 1884ء کے بعد کی ہیں۔

جب یہ کتاب شائع ہوئی ہے اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیشک لوگوں میں معروف تھے مگر صرف بطور مباحث کے ہزار دو ہزار آدمی آپ کو جانتے تھے۔ مگر اس لئے کہ آپ عیسائیوں یا ہندوؤں وغیرہ کے ان مضامین کا جواب دیتے رہتے تھے جو وہ اسلام کے خلاف لکھتے تھے یا ایسے لوگ جانتے تھے جو آپ کے تقویٰ کے قائل تھے اور آپ سے محبت اور اخلاص رکھتے تھے۔ مثلاً لالہ بھیم سین صاحب سیالکوٹ کے ایک وکیل تھے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس قدر تعلق رکھتے تھے کہ جب آپ پر کرم دین والا مقدمہ ہوا تو اس وقت ان کے بیٹے لالہ کنور سین صاحب ایم۔اے جو لاء کالج لاہور کے پرنسپل بھی رہے ہیں اور بعد میں جموں ہائی کورٹ کے جج بن گئے تھے ولایت سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے آئے تھے۔ لالہ بھیم سین صاحب کو جب کرم دین والے مقدمہ کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ تمہاری پڑھائی کا کوئی فائدہ ہونا چاہئے۔ مرزا صاحب بڑے مہاتما ہیں ان پر اس وقت ایک مقدمہ دائر ہے تم جاؤ اور اس مقدمہ کی مفت پیروی کرو تا کہ مرزا صاحب کی برکت سے تمہاری زندگی سنور جائے۔ اب دیکھو ایک شخص ہندو ہے وہ یہ جانتا ہے کہ آپ ہندوؤں سے ہمیشہ مباحثات کرتے رہتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپ سے محبت رکھتا ہے، آپ سے عقیدت اور اخلاص رکھتا ہے اور اپنے بیٹے کو آپ کے مقدمہ کی مفت پیروی کرنے کا حکم دیتا ہے اور لکھتا ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو مرزا صاحب کی برکت سے تمہاری زندگی سنور جائے گی۔

اسی طرح گو عیسائیوں سے آپ مباحثے کرتے رہتے تھے مگر ان میں بھی ہم یہ رنگ دیکھتے ہیں کہ باوجود بحث مباحثہ کے وہ آپ سے محبت اور اخلاص رکھتے۔ اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ جن دنوں آپ سیالکوٹ میں ملازم تھے ایک بہت بڑے انگریز پادری سے جس کا نام پادری بٹلر تھا آپ اکثر مباحثات کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ پادری کچہری میں آیا اور چونکہ اس زمانہ میں پادریوں کا خاص طور پر احترام کیا جاتا تھا، ڈپٹی کمشنر نے سمجھا کہ پادری صاحب مجھ سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ چنانچہ وہ اٹھا، بڑے احترام سے اس کے ساتھ مصافحہ کیا اور پھر کہا فرمایئے میرے لائق کون سی خدمت ہے۔ پادری صاحب نے کہا میں آپ سے ملنے نہیں آیا، میں تو مرزا غلام احمد صاحب سے ملنے آیا ہوں۔ میں اب ولایت جا رہا ہوں اور چونکہ میرے ساتھ ان کے اکثر مباحثات ہوتے رہے ہیں میرے دل میں ان کی بڑی عقیدت ہے۔ میں نے چاہا کہ ولایت جانے سے پہلے ان سے آخری ملاقات کرلوں۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں تشریف رکھتے تھے پادری وہیں چلا گیا، فرش پر بیٹھ گیا اور دیر تک آپ سے باتیں کرتا رہا۔ اب دیکھو ایک انگریز پادری جس سے ملنے میں ڈپٹی کمشنر تک اپنی عزت محسوس کرتا تھا ہندوستان سے رخصت ہونے سے پہلے آپ سے رخصت ہونے کے لئے کچہری گیا جبکہ آپ ایک معمولی کلرکی کا کام کرتے تھے اور جبکہ آپ کی عمر اس پادری کے پوتوں سے زیادہ نہ ہوگی۔

پھر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مسلمانوں کے چوٹی کے علماء میں سے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ لکھی تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اس پر ریویو لکھا:

’’ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لَعَلَّ اللّٰہُ یُحْدِثُ بَعْدَ ذَالِکَ اَمْرًا۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی، جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے‘‘۔

لوگ جب کسی کتاب کے متعلق تعریفی ریویو لکھتے ہیں تو کہتے ہیں اس سال کی یہ عظیم الشان کتاب ہے۔ اور وہ کتاب بڑی بھاری سمجھی جاتی ہے۔ اگر کہہ دیا جائے کہ دس سال میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تو اس کی شہرت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ ایک صدی کے اندر اندر ایسی عظیم الشان کتاب اور کوئی نہیں لکھی گئی تو یہ اس کتاب کی انتہائی تعریف سمجھی جاتی ہے۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یہ لکھتے ہیں کہ اس کتاب کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ گویا ایک صدی کا سوال نہیں، دو صدیوں کا سوال نہیں، تیرہ سو سال میں مسلمانوں کی طرف سے اسلام کے فضائل کے متعلق ایسی شاندار کتاب اور کوئی نہیں لکھی گئی۔

غرض مسلمان کیا اور ہندو کیا اور عیسائی کیا سب براہین احمدیہ کی اشاعت کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعریف کرتے تھے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد ہندوؤں میں مخالفت کا کچھ چرچا شروع ہو گیا تھا مگر اس سے پہلے ہندوؤں میں بھی آپ کی کوئی مخالفت نہیں تھی بلکہ ان میں سے کئی آپ سے بہت اخلاص رکھتے تھے جیسے لالہ بھیم سین صاحب۔ اسی طرح اور بہت سے ہندو تھے جو آپ سے خط و کتابت رکھتے تھے اور آپ کی نیکی اور تقویٰ کو تسلیم کرتے تھے۔ اس زمانہ میں یہ احتمال ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی شخص آپ کی مخالفت کرے گا کیونکہ سب کے سب لوگ خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں آپ کے مداح تھے اور جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعویٰ نبوت سے پہلے لوگ امین اور صدیق کہا کرتے تھے اسی طرح لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی راستبازی کے قائل تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ شخص کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ غرض مسلمانوں، ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں میں سے جو لوگ آپ کے واقف تھے وہ آپ کا ادب اور احترام کرتے تھے اور جو لوگ واقف نہیں تھے وہ نہ دوستی کا اظہار کرتے تھے نہ دشمنی کا۔ ایسی حالت میں براہین احمدیہ شائع ہوئی۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے زمانہ میں جب نہ آپ کی مخالفت کا سوال تھا نہ موافقت کا۔ نہ آپ پر ایمان لانے والے دنیا میں موجود تھے اور نہ مخالفت کرنے والے، براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے کیا الہامات شائع ہوئے اور وہ کس قسم کے اخبارِ غیبیہ پر مشتمل تھے۔ اس غرض کے لئے جب ہم براہین احمدیہ کا سرسری مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس میں ایک الہام یہ نظر آتا ہے کہ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذَالِکَ اَزْکٰی لَھُمْ (براہین احمدیہ صفحہ 505)۔ یعنی تو اپنے مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ پاکیزگی کے لحاظ سے ان کے لئے بہت بہتر ہوگا۔ اگر یہ کتاب چھپی ہوئی نہ ہوتی یا اس پر اشاعت کی تاریخ درج نہ ہوتی اور یہ سوال اٹھتا کہ یہ الہام کب کا ہے تو پادری وہیری کا کوئی بھائی کہتا کہ یہ الہام 1901ء کا معلوم ہوتا ہے جب ایک جماعت آپ پر ایمان لا چکی تھی۔ حالانکہ یہ 1884ء کی کتاب ہے اور گورنمنٹ کے پاس بھی اس کی کاپی موجود ہے۔

پھر اس زمانہ میں جب دنیا میں آپ کی نہ کوئی مخالفت تھی اور نہ مخالفت کا کوئی امکان تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم کی یہ آیت بہ تغیر قلیل الہام ہوئی کہ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِیْنَ حَتّٰی تَاتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃ وَ کَانَ کَیْدَھُمْ عَظِیْمًا (صفحہ 506) یعنی اے شخص لوگ تیری مخالفت کریں گے اور اس مخالفت میں اہل کتاب اور مشرکین دونوں شریک ہوں گے۔ یعنی یہودی بھی تیری مخالفت کریں گے، عیسائی بھی تیری مخالفت کریں گے، مسلمان بھی تیری مخالفت کریں گے، ہندو بھی تیری مخالفت کریں گے اور وہ اس مخالفت سے کبھی باز نہیں آئیں گے جب تک کہ ہماری طرف سے نشان پر نشان ظاہر نہ ہوں۔ ان نشانوں کے ظاہر ہونے کے بعد ان کو معلوم ہوگا کہ تُو ہماری طرف سے کھڑا کیا گیا ہے۔ وَکَانَ کَیْدُھُمْ عَظِیْمًا۔ اور جن مکروں اور فریبوں سے وہ تجھے مغلوب کرنا چاہیں گے وہ بڑے عظیم الشان ہوں گے مگر ہم ان کے تمام منصوبوں کو باطل کر دیں گے اور تجھے غلبہ اور کامیابی عطا کریں گے۔

اس الہام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسی زبردست مخالفت کی خبر دی گئی ہے حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ اس وقت ہندو آپ کی عزت کرتے تھے، عیسائی آپ کی عزت کرتے تھے، مسلمان آپ کی عزت کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت فرما دیا کہ یہودی اور عیسائی اور مسلمان اور ہندو اور سکھ سب کے سب تیری مخالفت کریں گے اور تیرے خلاف بڑے بڑے منصوبے کریں گے۔ وہ چاہیں گے کہ تجھے مٹا دیں، تیرے نام کو دنیا سے ناپید کر دیں، مگر ہم تیری تائید میں اپنے عظیم الشان نشان دکھائیں گے اور آخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ تُو غالب آ جائے گا اور تیرے مخالف مغلوب ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہود اور دوسرے غیر ملکی

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ بعض سبق آموز واقعات کا تذکرہ

یہ جائز تو ہے کہ انصاف کے لئے انسان عدالت میں جائے لیکن اگر دوستوں کے ذریعہ آپس میں فیصلے ہو سکتے ہوں، ثالثی فیصلے ہو سکتے ہوں، مل بیٹھ کے ہو سکتے ہوں تو عدالتوں میں بھی نہیں جانا چاہئے اور پھر ڈھٹائی بھی نہیں دکھانی چاہئے۔

ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔ لیکن بہت سے نوجوان ایسے ہیں جو اپنے ماں باپ کا مناسب احترام نہیں کرتے اور نہ ان کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں۔

قرآن کریم پر غور اور تدبر کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفاسیر پڑھنی چاہئیں۔ پھر حضرت مصلح موعود نے بھی تفسیریں لکھی ہیں وہ پڑھنی چاہئیں۔ خلفاء کی بعض آیتوں پہ وضاحتیں ہیں، تفسیر ہے ان کو دیکھنا چاہئے۔ خود غور کرنا چاہئے اور قرآن کریم سے ہی علم و معرفت کے نکتے تلاش کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

علم کے ساتھ عملی تجربہ بھی ضروری ہے اور دنیا میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔

ایک احمدی ہو کر ایمان کی ایسی صورت میں حفاظت ہو سکتی ہے جب نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق ہو اور باقاعدہ تعلق ہو اور اس تعلق کے لئے ان ذرائع کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے جن سے دُور بیٹھ کر بھی وہ تعلق قائم رہے۔

آجکل ایم ٹی اے اور اسی طرح alislam کی جو ویب سائٹ ہے یہ جماعت کی ویب سائٹ ہے یہ بڑا اچھا ذریعہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو بھی پہنچانے کا ذریعہ ہیں اور ہر احمدی کی تربیت اور خلافت سے جوڑنے اور جماعت سے جوڑنے کا بھی ذریعہ ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ جڑنے کی کوشش کریں۔ اپنے دوستوں کو بھی ان کا تعارف کروانا چاہئے۔

تعلقات بنانے کے لئے بھی ایسے لوگوں کو چننا چاہئے جن کی دینی حالت اچھی ہو، جو نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کرنے والے ہوں اور پابند ہوں۔ اس حوالے سے خاص طور پر مَیں ربوہ اور قادیان کے احمدیوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ربوہ کے شہریوں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ جو کمزور ہیں وہ کمزوروں کا اثر لینے کی بجائے ان لوگوں کا اثر لیں جن کا جماعت سے مضبوط تعلق بھی ہے اور جو نماز میں بھی باقاعدہ ہیں۔

مکرم قمر الضیاء صاحب ابن مکرم محمد علی صاحب ساکن کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ کی شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 04/ مارچ 2016ء بمطابق 04 امان 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ کچھ عرصہ میں بعض جمعوں کے خطبات میں مَیں نے بعض کہاوتیں، حکایتیں یا بعض کہانیاں جو سبق آموز ہیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے بیان فرمائیں، بیان کیں۔ آج جب میں نے ان حکایتوں کو بیان کرنے کے لئے چنا تو مجھے خیال آیا کہ پاک و ہند کی پرانی کہانیاں اور روایتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں ان روایتوں کا آج تک جاری رہنا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے ہی ہے۔ اگر جماعت کے لٹریچر میں یہ نہ ہوتیں تو کبھی کی یہ کہیں دفن ہو چکی ہوتیں اور اِس جدید زمانے میں ان کو کوئی بھی نہ جانتا۔ آج ان باتوں کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہوتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا مَیں یہ دیکھ رہا تھا۔ سو ان روایتوں کو آج بیان کروں گا۔ یہ صرف کہانیاں ہی نہیں بلکہ بعض حقیقی واقعات بھی ہیں۔ بعض اَور طرز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصائح بھی فرمائی ہوئی ہیں۔ بعض جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو بظاہر تو لطیفے ہیں لیکن ان لطیفوں میں سے بھی آپ اصلاح کا پہلو ہمارے سامنے پیش فرما دیتے ہیں۔ ایسا ہی بظاہر ایک لطیفہ ہے جو پیش کرتا ہوں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مالن کی مثال بیان فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے کہ اس کی دو لڑکیاں تھیں ایک کمہاروں کے گھر بیاہی ہوئی تھی دوسری مالیوں کے ہاں۔ جب کبھی بادل آتا تو وہ عورت دیوانہ وار گھبرائی ہوئی پھرتی تھی۔ لوگ کہتے تھے اسے کیا ہو گیا ہے؟ وہ کہتیں کہ میری ایک بیٹی نہیں رہی۔ کیوں کہ اگر بارش ہو گئی تو جو کمہاروں کے ہاں بیاہی ہوئی ہے وہ نہیں رہی، ان کا کاروبار ختم ہو جائے گا۔ اور اگر بارش نہ ہوئی تو جو مالیوں کے گھر ہے وہ نہیں رہے گی کیونکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ان کی سبزیاں وغیرہ نہیں اُگیں گی۔ تو بہرحال اگر ہو گئی تو کمہارن کے برتن خراب ہو جائیں گے۔ اگر نہ ہوئی تو سبزیوں والوں کی سبزی کا نقصان ہو گا۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد سوم صفحہ 211)

بظاہر تو یہ ہلکی پھلکی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مثال اس ضمن میں بیان فرمائی کہ قادیان کے دو آدمیوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ دوستوں نے سمجھایا لیکن دونوں نے یہی کہا کہ نہیں ہم نے انگریزی عدالت میں جانا ہے وہیں سے فیصلہ کروانا ہے اور ایک دوسرے پر سرکاری عدالت میں نالش کر دی۔ جب مقدمے کی پیشی ہوتی تو وہ خود یا ان کا کوئی نمائندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لئے کہنے آ جاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ دونوں میرے مرید ہیں اور ان

سے تعلق بھی ہے۔ کس کے لئے دعا کروں کہ وہ ہارے اور وہ جیتے۔ مَیں تو یہی دعا کرتا ہوں کہ جو سچا ہے وہ جیت جائے۔

آجکل بھی یہی حال ہے۔ جب احمدی ایک دوسرے پر قضاء میں یا عدالت میں کیس کرتے ہیں تو دعا کے لئے بھی ساتھ لکھ دیتے ہیں۔ ایسی دعا کے لئے کہنا تو ایسا ہی ہے جیسے بارش ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ ہے۔ یا تو کمہاروں میں بیاہی ہوئی لڑکی کو نقصان پہنچے گا یا مالیوں میں بیاہی ہوئی لڑکی کو نقصان پہنچے گا۔ کسی نہ کسی نے نقصان اٹھانا ہے۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ اس مثال سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں مقدمے بازی ہوتی تھی تو آج بھی اگر ہو رہی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، یہ جائز ہے۔ یہ جائز تو ہے کہ انصاف کے لئے انسان عدالت میں جائے لیکن اگر آپس میں فیصلے دوستوں کے ذریعہ ہو سکتے ہوں، ثالثی فیصلے ہو سکتے ہوں، مل بیٹھ کے ہو سکتے ہوں تو عدالتوں میں بھی نہیں جانا چاہئے اور پھر ڈھٹائی بھی نہیں دکھانی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس نمونے کو پسند نہیں فرمایا تھا۔ پس ضد جو ہے یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ اس لئے اس ضد سے بھی بچنا چاہئے اور پھر دعا کے لئے کہہ کے امام کو بھی مشکل سے بچانا چاہئے۔ کیونکہ اگر دونوں ہی فریق احمدی ہوں تو کس کے لئے دعا کرے اور کس کے لئے نہ کرے۔ اور وہی دعا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس کا حق بنتا ہے اسے دے دے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک حکم کی طرف، ایک بات کی طرف ہمیں توجہ دلائی اور وہ یہ کہ والدین کا عزت و احترام کرنا چاہئے۔ سوائے دین کے معاملے کے، خدا تعالیٰ کے حکموں کے معاملے کے والدین کی اطاعت کرنی چاہئے۔ ان کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ جب دین کا معاملہ آئے تو بیشک یہ کہا جا سکتا ہے کہ میں احترام تو آپ کا کرتا ہوں لیکن کیونکہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہے اس لئے یہ بات ماننا میرے لئے مشکل ہے، میری مجبوری ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔ لیکن بہت سے نوجوان ایسے ہیں جو اپنے ماں باپ کا مناسب احترام نہیں کرتے اور نہ ان کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں۔ بلکہ اولاد میں سے اگر کسی کو اچھا عہدہ مل جائے تو وہ اپنے غریب والدین سے ملنے میں بھی شرم محسوس کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کسی ہندو نے بڑی تکلیف برداشت کر کے اپنے لڑکے کو بی اے اور ایم اے کروایا اور اس ڈگری کو حاصل کرنے کے بعد وہ ڈپٹی ہو گیا۔ سول سروس پہ چلا گیا۔ اس زمانے میں ڈپٹی ہونا بڑا اعزاز تھا۔ گو آج کے زمانے میں کوئی بڑا اعزاز نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے باپ کو ایک دن خیال آیا کہ میرا لڑکا ڈپٹی ہو گیا ہے مَیں بھی اس سے مل آؤں۔ چنانچہ جس وقت وہ ہندو اپنے بیٹے کو ملنے کے لئے مجلس میں پہنچا تو اس وقت اس کے پاس وکیل اور بیرسٹر وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بھی اپنی گندی دھوتی کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گیا۔ باتیں ہوتی رہیں۔ ان میں سے کسی شخص کو اس آدمی کا بیٹھنا برا محسوس ہوا اور اس نے پوچھا کہ ہماری مجلس میں یہ کون بیٹھا ہوا ہے؟ تو ڈپٹی صاحب اس کی بات سن کر جھینپ گئے اور شرمندگی سے بچنے کے لئے کہنے لگے کہ یہ ہمارے ٹہلیا ہیں۔ یعنی کھلانے والے ہیں۔ باپ اپنے بیٹے کی یہ بات سن کر غصے کے ساتھ جل گیا اور اپنی چادر سنبھالتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ جناب! مَیں ان کا ٹہلیا نہیں ان کی ماں کا ٹہلیا ہوں۔ ساتھ والوں کو جب معلوم ہوا کہ یہ ڈپٹی صاحب کے والد ہیں تو انہوں نے اس کو بڑی لعن طعن کی کہ اگر ہمیں پہلے بتا دیتے تو ہم اس کی مناسب تعظیم و تکریم کرتے۔ ادب کے ساتھ ان کو بٹھاتے۔ بہر حال اس قسم کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں کہ اگر رشتہ دار غریب ہوں تو لوگ رشتہ داروں کے ساتھ ملنے سے جی چراتے ہیں۔ چاہے وہ باپ ہے یا کوئی اور رشتہ دار ہے تا کہ ان کی اعلیٰ پوزیشن میں کوئی کمی نہ آئے۔ گویا ماں باپ کا احترام یا اور دوسرے رشتے جن کا احترام کرنا چاہئے ان سے لوگ بچتے ہیں اور پھر بجائے اس کے کہ ماں باپ کا نام روشن کریں یہ تو الگ رہا ان کے نام کو بٹّہ لگانے والے بن جاتے ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 593)

ایک دفعہ حضرت مصلح موعود یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ لوگ بعض علماء یا مقررین کی تقریر صرف وقتی حظ اٹھانے کے لئے عادتاً سنتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس بارے میں یہی فرمایا ہوا ہے کہ مجلسوں میں صرف اس لئے نہ آؤ کہ فلاں مقرر اچھا ہے اس کی تقریر سننی ہے بلکہ یہ دیکھو کہ اس مجلس میں کیا ذکر ہو رہا ہے اور اس سے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ بہر حال بعض لوگ نہ مقرر کی بات کی گہرائی کو، نہ تقریر کو سمجھ رہے ہوتے ہیں، نہ اس کا مقصد ان کو سمجھ آ رہا ہوتا ہے۔ صرف وقتی حظ کے لئے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض مقررین بھی صرف عارضی جذباتی کیفیت پیدا کرنے کے لئے بڑی زور دار تقریر کرتے ہیں یا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بڑی مختلف آوازیں نکالتے ہیں۔ بناوٹی قسم کی رقت بھی طاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ایسے ہی ایک خطیب کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک خطیب کا ذکر سناتے تھے کہ وہ لیکچر کے لئے کھڑا ہوا اور اس کا مضمون بڑا رقّت والا تھا۔ ایک شخص آیا اور کھڑا ہو گیا۔ زمیندار آدمی تھا۔ ہاتھ میں اس کے ترنگڑی تھی۔ (یہ زمینداروں کی ایک چیز ہوتی ہے تین شاخہ سا آلہ ہوتا ہے۔ اس کا دستہ لمبا ہوتا ہے جو بھوسہ وغیرہ اٹھانے کے لئے، تُوڑی اٹھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جب جدید ٹیکنالوجی آئی ہے تو اس سے پہلے پرانے زمانے میں تو یہ یہاں مغربی ممالک میں بھی استعمال ہوتا تھا۔ بہر حال دیہات سے آیا اور تقریر سننے کے لئے کھڑا ہو گیا۔) جتنے لوگ وہاں بیٹھے تھے ان پر تو اس تقریر کا اثر نہ ہوا لیکن وہ زمیندار تھوڑی ہی دیر بعد رونے لگ گیا۔ تقریر کرنے والا جو واعظ تھا اس کی جو شامت آئی اور اس کے دل میں ریا پیدا ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ یہ میرے وعظ سے متاثر ہو گیا۔ اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو انسانوں کے قلوب بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ تم لوگ ہو جو گھنٹوں سے میرا وعظ سن رہے ہو لیکن ان پر مطلق اثر نہیں ہوا۔ مگر یہ ایک اللہ کا بندہ ہے اس پر فوراً اثر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے لئے آیا ہے، کھڑا ہوا ہے اور یہ رو پڑا۔ پھر اس نے لوگوں کو بتانے کے لئے کہ دیکھو کتنا اثر ہوا ہے اس سے پوچھا کہ میاں! کس بات نے تم پہ اثر کیا ہے کہ تم رو پڑے ہو۔ اس نے کہا، (اس کو صحیح طرح زمیندار لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں جو پرانے ہوں) کہ کل اسی طرح میری بھینس کا بچہ اَڑا اَڑا کر مر گیا تھا تو جب میں نے آپ کی آواز سنی تو وہ یاد آ گیا اور مَیں رو پڑا۔ تو یہ سن کر خطیب صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 6 صفحہ 137)

گویا اس شخص کے جذبات تو ابھرے لیکن خطیب کے زوردار آواز میں بولنے اور بعض دفعہ رقّت کی کوشش میں اپنے گلے سے عجیب و غریب آوازیں نکالنے کی وجہ سے اس کو اپنی بھینس کا بچہ جو گلے سے عجیب آوازیں نکالتے ہوئے مرا تھا وہ یاد آ گیا۔ تو خطیب بیچارے کو اپنے خطاب کی جو غلط فہمی ہو گئی تھی کہ میری جو رقّت بھری تقریر ہے یہ سن کے شاید یہ رو پڑا ہے تو وہ اس کی رِیا نے، اس کی بناوٹ نے فوراً دُور کر دی۔ ہمارے خلاف جو مولوی بولتے ہیں اگر کبھی ان کی تقریریں سنیں تو بالکل اسی طرح آوازیں آ رہی ہوتی ہیں۔ بہر حال یہ تو اُن لوگوں کا کام ہے۔ خاص طور پر جب ان کو احمدیت کے خلاف بولنے کا جوش آتا ہے تو جو لوگ پاکستان میں رہتے ہیں یا پاکستان سے ان دنوں میں آئے ہیں ان کو پتا ہو گا، جنہوں نے ان کی تقریریں سنی ہوں گی کہ کس طرح کی اور کیسی تقریریں ان کی ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق ملی ورنہ اسلام کے نام پر پیروں نے جو دوکانداریاں چمکائی ہوئی ہیں ہم بھی شاید انہی کا حصہ ہوتے۔ دعوے تو یہ پیر لوگ کرتے ہیں کہ بڑے پہنچے ہوئے لوگ ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی دعاؤں سے اپنی ضروریات پوری کر لیتے ہیں۔ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارا بڑا قریبی تعلق ہے اور دنیا سے بالکل بے رغبتی ہے۔ لیکن ان کے عمل کیا ہیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شخص کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو خاص درجہ تک پہنچا ہوا سمجھتا تھا مگر ایک دفعہ ایک مرید کے ہاں گیا اور جا کر کہا کہ لاؤ میرا ٹیکس۔ یعنی مجھے نذرانہ دو۔ قحط کا موسم تھا۔ مرید نے کہا کہ کچھ نہیں ہے۔ اس دفعہ معاف کر دو۔ پیر صاحب بہت دیر تک لڑتے جھگڑتے رہے اور آخر کوئی چیز اس کی بِکوائی۔ کوئی چیز اس کو بیچنی پڑی اور پھر روپیہ لے کر اس کی جان چھوڑی۔ تو اس قسم کی کمزوریاں اور گند ان لوگوں میں دیکھے جاتے ہیں جو بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم بڑے پہنچے ہوئے ہیں۔ (ماخوذ از ذکر الٰہی۔ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 494-495)

اور یہ اُس زمانے کی کوئی پرانی باتیں نہیں بلکہ آج بھی پاکستان وغیرہ ملکوں میں ایسے پِیر موجود ہیں۔ قرآن کریم میں جو علم و معرفت کا بیان ہوا ہے۔ اس نے ہر علم کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یہ اَور بات ہے کہ اپنی کم علمی اور کم غور و تدبر کی وجہ سے اکثر اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا طب کے تمام اصول قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں اور دنیا کی تمام امراض کا علاج قرآن مجید میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے مجھے اس طرح قرآن مجید پر غور کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو اور ممکن ہے میرا عرفان ابھی تک اس حد تک نہ پہنچا ہو مگر بہر حال (جتنا بھی عرفان ہے) اپنا عرفان اور اپنے بڑوں کا تجربہ ملا کر مَیں کہہ سکتا ہوں کہ قرآن مجید سے باہر ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 503)

پس قرآن کریم پر غور اور تدبر کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفاسیر پڑھنی چاہئیں۔ پھر حضرت مصلح موعود نے بھی تفسیریں لکھی ہیں وہ پڑھنی چاہئیں۔ خلفاء کی بعض آیتوں پہ وضاحتیں ہیں، تفسیر ہے ان کو دیکھنا چاہئے۔ خود غور کرنا چاہئے اور قرآن کریم سے ہی علم و معرفت کے نکتے تلاش کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہم نے علم حاصل کر لیا اور یہ بہت ہے اور کسی چیز کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کسی تجربے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کسی دوسرے سے مشورہ لینے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ علم کے ساتھ تجربے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص محض کتاب پڑھ کر طبیب بننا چاہے تو بہت مشکل ہے۔ بڑا محال ہے۔ مثلاً طب کی کتب ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کے پڑھنے کے ساتھ لائق طبیب کے سامنے مریضوں کی تشخیص اور علاج کیا ہو۔ اگر ایک طبیب ہے جب کتب پڑھ

لے تو پھر کسی ماہر کے سامنے مریضوں کی تشخیص اور علاج بھی کرتا ہو۔ اسی لئے ڈاکٹروں کو جب کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ماہر ڈاکٹروں کے ساتھ ان کے پریکٹیکل بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو تجربہ حاصل نہیں ہوتا اور انسان کچھ سیکھ نہیں سکتا۔ لیکن اس کے بعد بھی تجربات ضروری ہوتے ہیں صرف یہی نہیں کہ پڑھائی کے دوران تجربہ حاصل کر لیا۔ بہر حال کسی طبیب کا طب کا علم تبھی کامل ہو گا جب وہ ساتھ عمل بھی کرے گا۔ بغیر عمل کے علم مفید نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی علم اور عمل کے متعلق سناتے تھے کہ ایک طبیب تھا جو بہت بڑا عالم تھا۔ اس نے طب کا خوب مطالعہ کیا ہوا تھا۔ علم حاصل کیا ہوا تھا۔ بہت پڑھا ہوا تھا۔ اس نے رنجیت سنگھ کا شہرہ سنا تو دلّی سے اس کے دربار میں پہنچا کہ شاید ترقی حاصل ہو۔ رنجیت سنگھ کا وزیر ایک مسلمان تھا۔ اس نے اس سے ملاقات کی اور اس سے مہاراجہ سے ملنے کے لئے سفارش چاہی۔ یعنی طبیب نے مسلمان وزیر سے ملاقات کی اور کہا کہ میری سفارش کرو کہ میں راجہ سے مل سکوں۔ وزیر کو اندیشہ ہوا کہ اگر اس کا رسوخ ہو گا تو مَیں کہیں گر نہ جاؤں۔ اور طبیب کی سفارش نہ کرنا بھی اس نے مروّت کے خلاف سمجھا۔ کچھ وہ طبیب صاحب کی باتوں سے سمجھ بھی گیا تھا کہ ان کا عملی تجربہ تو کچھ نہیں لیکن بہر حال علم بہت ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے اس نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ حضور یہ بہت بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے فلاں کتاب پڑھی ہوئی ہے اور اس مسلمان وزیر نے اس طبیب کے علم کی بہت تعریف کی۔ مہاراجہ نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ انہوں نے علاج بھی کیا ہے، تجربہ حاصل کیا ہے؟ وزیر نے کہا کہ تجربہ بھی حضور کے طفیل ہو جائے گا۔ آپ پہ تجربہ کر لیں گے۔ رنجیت سنگھ بڑا عقل مند آدمی تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ علم بغیر عمل کے کچھ نہیں اور کہا کہ تجربے کے لئے کیا غریب رنجیت سنگھ ہی رہ گیا ہے۔ بہتر ہے کہ حکیم صاحب کو انعام دے کر رخصت کر دیا جائے۔

(ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 7 صفحہ 18-19)

پس علم کے ساتھ عملی تجربہ بھی ضروری ہے اور دنیا میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ کسی بھی میدان میں علم حاصل کرنے کے بعد اگر عملی تجربہ حاصل نہ کیا جائے تو بعض موقعے ایسے آتے ہیں جہاں کام کرتے وقت انسان کو پتا نہیں لگتا کہ آگے کیا کرنا ہے۔ ہاتھ پَیر پھول جاتے ہیں اور باوجود علم کے جو مسئلہ سامنے ہوتا ہے، جو روک ہوتی ہے وہ دُور نہیں ہو سکتی۔ پس اگر صرف علم حاصل کر کے انسان اپنے آپ کو کسی میدان کا ماہر سمجھنے لگ جائے تو پھر اسے رنجیت سنگھ والا جواب ملے گا۔

جماعت کی عمومی ترقی کے لئے بھی یہ بہت ضروری ہے اور اس کی بہت اہمیت ہے کہ نوجوان جدید علم جب حاصل کرتے ہیں تو اس کا مزید تجربہ بھی حاصل کریں اور اپنے علم کو تجربہ کار لوگوں کے ساتھ ملا کر پھر جماعت کی ترقی کے لئے بھی استعمال کریں۔ بہت سے مشورے لوگ دیتے ہیں۔ نئی ٹیکنالوجی ہے اس کو استعمال کرنا ہے تو بعض دفعہ علم کی حد تک تو ٹھیک ہوتا ہے لیکن بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جنہیں دور کرنا ضروری ہے اور یا پھر ایسی روکیں سامنے آ سکتی ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہوتا ہے اور تجربہ کار لوگ یہ بتا سکتے ہیں۔

ایک احمدی ہو کر ایمان کی ایسی صورت میں حفاظت ہو سکتی ہے جب نظامِ جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق ہو اور باقاعدہ تعلق ہو اور اس تعلق کے لئے ان ذرائع کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے جن سے دُور بیٹھ کر بھی وہ تعلق قائم رہے۔ حضرت مصلح موعود اس بات کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ جماعتی معاملات میں افراد کبھی ترقی نہیں کر سکتے بلکہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتے جب تک ان کا جڑ سے تعلق نہ ہو اور اس زمانے میں یہ تعلق پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اخبارات ہیں۔ انسان کسی جگہ بھی بیٹھا ہوا ہو اگر اسے سلسلہ کے اخبارات پہنچتے رہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسے پاس بیٹھا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے مَیں اب بول رہا ہوں۔ اس وقت آپ بیان فرماتے ہیں کہ اب عورتوں کا جلسہ ہو رہا ہے، جلسے کی تقریر ہے۔ عورتیں لاؤڈ سپیکر پر تقریر سن رہی ہیں۔ اگر لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے ان تک آواز نہ جا رہی ہوتی تو ان کو کچھ علم نہ ہوتا کہ کیا بول رہے ہیں۔ پس لاؤڈ سپیکر نے عورتوں کو میری تقریر کے قریب کر دیا ہے۔ یہاں بھی اب لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے، عورتوں کے ہال میں بھی آواز جا رہی ہے اور وہ بھی سُن رہی ہیں۔ یہ بھی ایک قربت ہے۔

اسی طرح اخبارات دُور رہنے والوں کو قوم سے وابستہ رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ الحکم اور بدر ہمارے دو بازو ہیں۔ گو بعض دفعہ یہ اخبارات ایسی خبریں بھی شائع کر دیتے تھے جو ضرر رساں ہوتی تھیں مگر چونکہ ان کے فوائد ان کے ضرر سے زیادہ تھے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایسا محسوس کرتے ہیں جیسے یہ دو اخبارات ہمارے دو بازو ہیں۔ دو بازو ہونے کے یہی معنی ہیں کہ ان کے ذریعہ ہمارا جو بازو ہے یعنی جماعت وہ ہم سے ملا ہوا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ اُس زمانے میں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں، ہمارے اخبارات کی طرف احباب کو بہت توجہ ہوا کرتی تھی۔ حالانکہ جماعت اس وقت آج سے دسواں یا بیسواں حصہ تھی اور اب تو سوواں یا ہزارواں حصہ ہے۔ چنانچہ بدر کی خریداری ایک زمانے میں، اُس زمانے میں چودہ پندرہ سو رہ چکی تھی۔ اس کے بعد پھر کم ہوتی رہی۔ اسی طرح الحکم کی تعداد بھی بڑھی۔ جماعت کے دوست اس زمانے میں کثرت سے اخبارات خریدتے تھے بلکہ جو پڑھے لکھے نہیں تھے بعض دفعہ وہ بھی خریدتے تھے اور دوسروں کو پڑھنے کے لئے دے دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے۔

(مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر۔ انوار العلوم جلد 14 صفحہ 544-545)

بلکہ ایک احمدی یکّہ چلانے والے تھے۔ پڑھے لکھے نہیں تھے۔ وہ الحکم منگوا کر رکھ لیتے تھے اور اپنی سواریاں جب ٹانگے پر لے کے جاتے تھے تو سواری دیکھ کے پہچان لیتے تھے کہ یہ کوئی شریف النفس ہے تو اسے اخبار دے کر کہتے تھے کہ یہ اخبار آیا ہے ذرا مجھے پڑھ کر سنانا اور اس طرح بعض دفعہ جب سواری اپنی منزل پر پہنچ کے اترتی تھی تو اخبار کا نام پتا نوٹ کر لیتے تھے اور اس طرح جماعت کے رابطے میں آتے تھے اور پھر بیعتیں ہوتی تھیں۔ اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے اپنے علاقے میں باوجود ان پڑھ ہونے کے اور ٹانگہ چلانے کے سب سے زیادہ بیعتیں کروائیں۔ اس زمانے میں تو اللہ تعالیٰ نے اور بھی آسانی ہمارے لئے پیدا فرما دی ہے۔ ایک تو اپنی تربیت اور خلافت سے مضبوط تعلق کے لئے ہر احمدی کو ایم ٹی اے سننے کی ضرورت ہے اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔ دوسرے تبلیغ کے لئے جو ایم ٹی اے اور ویب سائٹ پر پروگرام ہیں وہ بھی دوسروں کو بتانے چاہئیں۔ اپنے دوستوں کے ساتھ بعض دفعہ موقع ملتا ہے تو بیٹھ کے دیکھنے چاہئیں۔ دوستوں کو ان کا تعارف کروانا چاہئے۔ بہت سارے خط مجھے ابھی بھی آتے ہیں کہ جب سے ہم نے ایم ٹی اے پر کم از کم خطبات ہی باقاعدہ سننے شروع کئے ہیں ہمارا جماعت سے مضبوط تعلق ہو رہا ہے۔ ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا ہو رہی ہے۔ پس آجکل ایم ٹی اے اور اسی طرح alislam کی جو ویب سائٹ ہے یہ جماعت کی ویب سائٹ ہے۔ یہ بڑا اچھا ذریعہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو بھی پہنچانے کا ذریعہ ہیں اور ہر احمدی کی تربیت اور خلافت سے جوڑنے اور جماعت سے جوڑنے کا بھی ذریعہ ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ جڑنے کی کوشش کریں۔

بعض لوگ سوچ تو یہ رکھتے ہیں کہ ان کی اصلاح ہو اور اسلامی احکامات کی پابندی کرنے والے ہوں۔ خاص طور پر نمازوں کے بارے میں یہ خواہش رکھتے ہیں کہ باقاعدہ نماز پڑھنے والے ہوں لیکن پھر ایسے لوگوں کی صحبت میں چلے جاتے ہیں جو سست ہیں اور نتیجۃً باوجود خواہش کے خود یہ لوگ بھی سست ہو جاتے ہیں۔ یہ اثر لاشعوری طور پر پڑ رہا ہوتا ہے۔ پس تعلقات بنانے کے لئے بھی ایسے لوگوں کو چننا چاہئے جن کی دینی حالت اچھی ہو جو نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کرنے والے ہوں اور پابند ہوں۔ اس حوالے سے خاص طور پر مَیں ربوہ اور قادیان کے احمدیوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جہاں تھوڑی سی جگہ پر احمدیوں کی بڑی تعداد ہے اور اسی طرح وہاں مساجد بھی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہیں کہ مسجدوں کو آباد کریں۔ اسی طرح بہت سے ایسے لوگ جماعت کے نظام کے بارے میں غلط خیالات رکھتے ہیں ان سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔ باہر سے جو لوگ جاتے ہیں وہ بعض دفعہ اس بارہ میں مجھے لکھتے بھی ہیں، شکایتاً بھی لکھتے ہیں کہ ربوہ میں بھی نمازوں کے اہتمام کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ پس ربوہ کے شہریوں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ جو کمزور ہیں وہ کمزوروں کا اثر لینے کی بجائے ان لوگوں کا اثر لیں جن کا جماعت سے مضبوط تعلق بھی ہے اور جو نماز میں بھی باقاعدہ ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے کہ کس طرح اثر ہوتا ہے اور عقلمند کس طرح سمجھ جاتا ہے کہ مجھ پر دوسرے کا اثر ہو رہا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جالینوس ایک جگہ کھڑا تھا۔ ایک دیوانہ دوڑتا ہوا آیا اور آ کر اس سے چمٹ گیا۔ جب جالینوس نے اس کو چھوڑا تو اس نے کہا میرا فصد نکلواؤ۔ یعنی خون نکلواؤ۔ اس پر لوگوں نے پوچھا کہ فصد کیوں کھلواتے ہیں۔ کہنے لگا کہ یہ دیوانہ جو آ کر مجھ کو چمٹ گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں بھی کوئی رگ جنون کی ہے کہ یہ اَوروں کو چھوڑ کر مجھ سے آ چمٹا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے اندر جنون کی کوئی رگ ہے جس سے اس دیوانے کو مناسبت ہوئی اور وہ میری طرف کھچا آیا۔ تو مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے جھکنا جو نمازی نہیں ہیں اور ان کے پیچھے چلنا جو نمازوں میں سست ہیں یہ بتاتا ہے کہ انہیں بھی سست لوگوں سے مناسبت ہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 9 صفحہ 348-349)

پس عمومی طور پر ہر جگہ ہی ہر احمدی کو سست لوگوں سے مناسبت رکھنے کی بجائے چست لوگوں سے، active لوگوں سے، جماعت کے فعّال لوگوں سے مناسبت رکھنی چاہئے۔ ان سے تعلق رکھنا چاہئے اور جب یہ مناسبت قائم ہو کر چست لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے گا تو سست بھی پھر چست ہو جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک دفعہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مَیں معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے فلاں معجزہ دکھا دیا جائے تو میں آپ پر ایمان لانے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ مداری نہیں۔ وہ کوئی تماشا نہیں دکھاتا بلکہ اس کا ہر کام حکمت سے پُر ہوتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ جو پہلے معجزے دکھائے گئے تھے ان سے آپ نے کیا فائدہ اٹھایا ہے کہ آپ کے لئے اب کوئی نیا معجزہ دکھایا

جائے۔مگر انسانی فطرت کی کمزوری اس کو بھی ناپسند کرتی ہے بلکہ شاید اسے بدتہذیبی قرار دیتی ہے۔وہ جائز سمجھتی ہے کہ سستی اور غفلت میں مبتلا چلی جائے بلکہ سستی اور غفلت میں ہمیشہ پڑی رہے اور کوئی اس سے اتنا بھی سوال نہ کرے کہ اس نے اپنی ذمہ داری کو کس حد تک ادا کیا ہے ہاں جب وہ کوئی تماشا دیکھنا چاہے اس وقت اسے وہ تماشا ضرور دکھا دیا جائے۔

(ماخوذ از ’تحریک جدید ایک قطرہ ہے‘۔انوار العلوم جلد14 صفحہ 227-228)

یہ انسانی فطرت ہے۔یہ عادت ضدی انسانوں کی ہمیشہ سے ہے کہ نہ ماننا ہو تو شیطان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔تمام انبیاء سے یہی سوال ہوتے رہے ہیں حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نہ ماننے والوں نے ایسے ہی مطالبے کئے تھے کہ سونے کے گھر کا نشان دکھائیں۔آسمان پر چڑھنے کا نشان دکھائیں اور پھر یہی نہیں بلکہ آسمان سے ہمارے سامنے کتاب بھی لے کر آئیں۔اور اس طرح کی بیہودہ باتیں اور اعتراض تھے۔پس اللہ تعالیٰ ان بیہودہ مطالبوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور نہ اس کے انبیاء دیتے ہیں۔بے شمار نشانات ہیں اگر ماننا ہو تو نیک فطرتوں کے لئے وہی کافی ہوتے ہیں۔

بعض لوگوں نے تحریک جدید پر بعض اعتراض کئے کہ یہ کیا نئی سکیم شروع کر دی ہے۔اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ پر فرمایا کہ درحقیقت میری تحریک کوئی جدید تحریک نہیں بلکہ یہ قدیم تحریک ہے۔اور اس جدید کے لفظ سے نہ صرف ان ماؤف اور بیمار دماغوں سے تلعّب کیا گیا ہے جو بغیر جدید کے کسی بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے جس طرح ڈاکٹر جب ایک مریض کا لمبے عرصے تک علاج کرتا رہتا ہے تو بیمار بعض دفعہ کہتا ہے کہ مجھے ان دواؤں سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔تب وہ کہتا ہے اچھا میں آج تمہیں نئی دوا دے دیتا ہوں۔یہ کہہ کر وہ پہلی دوا میں کچھ اور ملا دیتا ہے۔مثلاً اس زمانے میں آپ نے مثال دی کہ ٹنکچر کارڈمم (Tincture Cardamom) ملا کر خوشبودار بنا دیتا ہے اور مریض سمجھتا ہے کہ یہ نئی دوا مجھے مل گئی اور ڈاکٹر بھی اسے نئی دوا کہنے میں حق بجانب ہوتا ہے کیونکہ دوا میں ایک نئی دوا ملائی ہوتی ہے مگر وہ اس لئے اسے جدید بناتا ہے تا مریض دوائی پیتا رہے اور اس کی امید نہ ٹوٹے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ ایک بڑھیا آئی۔اسے ملیریا بخار تھا جو لمبا ہو گیا، اتر نہیں رہا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ تم کونین کھایا کرو۔وہ کہنے لگی کونین؟ میں تو اگر کونین کی گولی کا چوتھا حصہ بھی کھا لوں تو ہفتہ ہفتہ بخار کی تیزی سے پھنکتی رہتی ہوں۔جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ کونین کھانے کے لئے تیار نہیں تو چونکہ عام طور پر ہمارے ملک میں کونین کو کوئین کہتے ہیں جس کے معنی دو جہانوں کے ہوتے ہیں یعنی دو جہان۔اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے کھانے کو تو کونین دی، گولیاں دیں۔مگر فرمایا یہ دَارین کی گولیاں ہیں انہیں استعمال کرو۔کوئین اور دَارین دو جہان ہی ہیں۔واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا تھا یہ کونین نہیں ہے۔اس کا نیا نام رکھ دیا۔دو تین گولیاں ہی اس نے کھائی ہوں گی کہ آ کے کہنے لگی کہ مجھے تو اس دوا سے ٹھنڈک پڑ گئی ہے کچھ اور گولیاں دیں۔پہلے تو وہ کہتی تھی کہ آدھی گولی کھا لوں، چوتھا حصہ کھا لوں تو بخار نہیں اترتا، گرمی ہو جاتی ہے یا نام بدلنے سے ہی ٹھنڈک پڑ گئی۔آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح پرانی تحریک کا نام جدید رکھ دیا۔اور تم نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ جدید تحریک ہے۔وہ لوگ جن کے اندر اخلاص تھا وہ چاہتے تھے کہ روحانیت میں ترقی کریں انہوں نے جب ایک تحریک کا نیا نام سنا تو انہوں نے کہا یہ نئی چیز ہے۔آؤ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں اور وہ لوگ جن کے اندر نفاق تھا انہوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ نئی چیز ہے، کہنا شروع کر دیا کہ اب یہ نئی نئی باتیں نکال رہے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے طریق سے انحراف کر رہے ہیں۔نہ اس نے بات سمجھنے کی کوشش کی اور نہ اُس نے فائدہ اٹھایا۔(ماخوذ از انوار العلوم جلد14 صفحہ 230، 231)

پس یہ ایک قانون ہے جو ہمیشہ سے مقرر ہے آدم کے وقت سے آج تک کہ جب شیطان تم پر حملہ کرے تو تمہیں اس سے بچنے کے لئے ترکیبیں نکالنی پڑیں گی اور شیطان سے بچنے اور دین کے کام میں ترقی کے لئے جب بھی کوئی ترکیب نکالی جائے تو اصل میں وہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہوتی ہے جس کے لئے انبیاء آئے اور جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور جس کے لئے اس زمانے میں آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے۔کسی بھی مقصد کے حصول کے لئے اور جماعت کی مجموعی ترقی کے لئے ذمہ دار افراد کو مسلسل اور پیچھے پڑ کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے چاہے وہ تربیت کا کام ہو یا کوئی اور کام ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک فقیر تھا جو اکثر اس کمرے کے سامنے جہاں پہلے محاسب کا دفتر تھا بیٹھا کرتا تھا۔جب اسے کوئی آدمی احمدیہ چوک میں سے آتا ہوا نظر آتا تو کہتا کہ ایک روپیہ دے دو۔جب آنے والا کچھ قدم آگے آ جاتا تو کہتا اٹھنی ہی سہی۔جب وہ کچھ اور آگے آتا تو کہتا چونّی ہی سہی۔جب اس کے مقابلے پر آ جاتا تو کہتا دوآنے ہی دے دو۔جب اس کے پاس سے گزر کر دو قدم آگے چلا جاتا تو کہتا ایک آنہ ہی سہی۔جب کچھ اور آگے چلا جاتا تو کہتا ایک پیسہ ہی دے دے۔جب کچھ اور آگے چلا جاتا تو کہتا دھیلہ ہی سہی۔جب جانے والا اس موڑ کے قریب پہنچتا جہاں مسجد اقصیٰ کی طرف مڑتے ہیں تو کہتا کہ پکوڑا ہی دے دو۔جب دیکھتا کہ آخری نکڑ پر پہنچ گیا ہے تو کہتا مرچ ہی دے دو۔وہ روپے سے شروع کرتا اور مرچ پر ختم کرتا۔اسی طرح کام کرنے والوں کو بھی یہی سمجھنا چاہئے کہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے ہاتھ آ جائے۔اگر پہلی دفعہ سو میں سے ایک کی طرف توجہ کرے گا تو اگلی دفعہ دو ہو جائیں گے اس سے اگلی دفعہ چار ہو جائیں گے اور اس طرح آہستہ آہستہ بڑھتے جائیں گے۔پس کام کرو اور پھر نتیجہ دیکھو۔جب دنیوی کام بے نتیجہ نہیں ہوتے تو کس طرح سمجھ لیا جائے کہ اخلاقی اور روحانی کام بغیر نتیجہ کے ہو سکتے ہیں۔لیکن جن کے من ٹھیک نہ ہوں وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو کام کرتے ہیں لیکن نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔’’نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے‘‘ کہنے سے ان کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم نے تو اپنی طرف سے پوری محنت کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم سے دشمنی نکال لی۔یہ کہنا کس قدر حماقت اور بیوقوفی ہے۔گویا اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو کام ہم کرتے ہیں اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔لیکن اچھے یا برے نتیجہ کا دارومدار ہمارے اپنے کام پر ہوتا ہے۔کسی شخص نے 1/10 حصے کے لئے محنت کی ہے تو قانون قدرت یہی ہے کہ اس کا 1/10 حصہ نتیجہ نکلے گا۔اب اس کے 1/10 حصے نکلنے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کی وجہ سے 1/10 حصہ نتیجہ نکلے گا ورنہ اس نے محنت تو زیادہ کی تھی۔قانون قدرت کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا لیکن شرارتی نفس یہ کہتا ہے کہ میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا تھا لیکن اللہ میاں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا اور بھول گیا۔اس سے بڑا کفر اور کیا ہو سکتا ہے۔پس جہاں تک محنت اور کوشش کا سوال ہے نتائج ہمارے ہی اختیار میں ہیں اور اگر نتیجہ اچھا نہیں نکلتا تو سمجھو کہ ہمارے کام میں کوئی غلطی رہ گئی ہے۔کوشش کرنی چاہئے کہ ہر کام کے نتائج کسی معین صورت میں ہمارے سامنے آ سکیں اور جب تک یہ نتائج سامنے نہ آئیں ہمیں آرام سے نہیں بیٹھنا چاہئے۔(ماخوذ از انوار العلوم جلد18 صفحہ 201، 202)

بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے بڑی عبادت کی، بڑی دعائیں کیں، ہمیں ہمارے مقصد نہیں حاصل ہو سکے۔ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔تو ان کو بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یا تو جس حد تک جانا چاہئے وہاں تک نہیں پہنچے یا پھر انہوں نے منزل تو مقرر کر لی لیکن راستہ غلط لے لیا۔پس اس پر ایک دعا کرنے والے کو غور کرنا چاہئے کہ راستہ بھی صحیح ہو اور جو جتنی محنت چاہئے وہ بھی ضروری ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ کیمیا گر جب ناکام رہتا ہے تو کہتا ہے کہ ایک آنچ کی کسر رہ گئی۔گویا وہ کیمیا بننے سے ناامید نہیں ہوتا بلکہ اپنی کوشش کا نقص قرار دیتا ہے حالانکہ کیمیا گری میں امید کی گنجائش ہی نہیں۔اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق بڑھنے اور اس کے قریب ہونے کی تو پوری امید ہے مگر کیمیا گر جس کی ساری عمر ہی ایک آنچ کی کسر میں گزر جاتی ہے وہ تو باوجود ہر دفعہ کی ناکامی کے ناامید نہیں ہوتا لیکن وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے قریب ہونا چاہے کامیاب نہیں ہوتا تو اپنے طریق عمل کا نقص قرار نہیں دیتا بلکہ خدا تعالیٰ سے ناامید ہو کر فوراً ناامید ہو جاتا ہے اور اپنی تمام کوششیں چھوڑ بیٹھتا ہے۔پس کیمیا گر تو غلطی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور سونا بننے کے خیال کو یقینی سمجھتا ہے لیکن خدا کو پانے کی کوشش کرنے والا اپنی غلطی کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔(ماخوذ از خطبات محمود جلد11 صفحہ60)

آجکل کی ریسرچ کرنے والوں کا بھی یہی حال ہے۔سالوں ایک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ریسرچ کرتے ہیں۔سالوں لگاتے ہیں اور پھر سالوں بعد جا کے کہیں کامیابی ملتی ہے اور وہ بھی ضروری نہیں ہے کہ جس طریق کو ایک دفعہ اپنایا ہوا سی کو اختیار کریں۔مختلف تجربات میں مختلف طریقے بدلتے رہتے ہیں۔پس روحانیت کے حصول کے اور خدا تعالیٰ کے قرب اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے بھی اپنے طریق کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔اپنی اصلاح کی ضرورت ہے اور اس کے جائزے کی ضرورت ہے۔کس طرح اصلاح کر رہے ہیں۔اس کے لئے اپنے نفس کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے۔اپنی عبادتوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔اپنے ہر قسم کے اعمال کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کس قسم کے ہمارے اعمال ہیں۔اپنی سوچوں اور عقل کی درستی کی ضرورت ہے۔جب خدا تعالیٰ نے کہا کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعائیں سنتا ہوں اور پھر اگر وہ قریب نہیں آتا، دعائیں نہیں سنی جاتیں تو کہیں نہ کہیں، کسی جگہ ہماری کوششوں اور حالتوں میں کمی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ گداگر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک نرگدا اور ایک دوسرا خرگدا۔نرگدا وہ ہوتا ہے جو کسی کے دروازے پر کر آواز دیتا ہے کہ کچھ دو۔اگر کسی نے کچھ ڈال دیا تو لے لیا۔نہیں تو دو تین آوازیں دے کر آگے چلے گئے۔مگر خرگدا وہ ہوتا ہے کہ جب تک نہ ملے ٹلتا نہیں۔اس قسم کے گداگر لئے بغیر پیچھا ہی نہیں چھوڑتے اور ایسے گداگر بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں۔مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھی آ کر ایک شخص بیٹھا کرتا تھا۔وہ نہیں اٹھتا تھا جب تک کچھ لے نہ لیتا۔وہ بیٹھا رہتا تھا جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر نہ نکلتے اور اسے کچھ دے نہ دیتے۔پھر بعض اوقات وہ رقم مقرر کر دیتا کہ اتنی رقم لینی ہے اور اگر حضرت صاحب اس

سے کم دیتے تو وہ ہرگز نہ لیتا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مہمان اسے اتنی رقم پوری کر دیتے تھے کہ چلا جائے۔ فرماتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ اگر اس کے منہ سے کوئی رقم نکل گئی کہ یہ لینی ہے اور وہ پوری نہ ہوتی تو وہ جاتا نہ تھا جب تک رقم پوری نہ کر دی جاتی اور اگر حضرت صاحب بیمار ہوتے تو تب تک نہ جاتا جب تک صحت یاب ہو کر آپ باہر تشریف نہ لاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ دعا کی قبولیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خرگدا بنے اور مانگتا چلا جائے اور خدا کے حضور دھونی رما کر بیٹھ جائے اور ٹلے نہیں جب تک کہ خدا کا فعل یہ ثابت نہ کر دے کہ اب اس کے متعلق دعا نہ کی جائے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 10 صفحہ 200)

خدا کا فعل کہ اب اس کے متعلق دعا نہ کی جائے کئی طرح سے ہے۔ ایک عورت مثلاً حمل میں ہے۔ آجکل کی سائنس کے مطابق یہ پتا چل جاتا ہے کہ لڑکی پیدا ہو رہی ہے یا لڑکا پیدا ہونا ہے اور آخری وقت میں آ کے بالکل پتا چل جاتا ہے۔ اس وقت یہ کہنا کہ اب لڑکا ہی ہو یہ خدا تعالیٰ کے فعل کے خلاف ہے۔ وہ تو پیدائش کا آخری وقت ہے۔ ہاں اگلے حمل کے لئے یہ دعا قبول ہو سکتی ہے کہ آئندہ حمل میں پھر اللہ تعالیٰ لڑکا دے دے یا کبھی خدا کا منشاء کھول دیا جائے اور پھر بھی انسان دعا کرتا رہے تو پھر بھی یہ غلط ہے۔ یہ بے ادبی بن جاتی ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی تدبیر کو بھی نہیں چھوڑنا۔ تدبیر بھی دعا کے ساتھ ضروری ہے۔ تدبیر اور دعا مستقل مزاجی سے کرتے رہنا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتا ہے۔ تدبیر کا دعا کے ساتھ ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ تدبیر کا دعا کے ساتھ نہ ہونا بالکل غلط چیز ہے اور ایسے شخص کی دعا اس کے منہ پر ماری جاتی ہے جو صرف دعا کرتا ہو اور تدبیر نہ کرتا ہو۔ جو تدبیر اور دعا کو ساتھ نہیں رکھتا اس کی دعا نہیں سنی جاتی کیونکہ دعا کے ساتھ تدبیر کا نہ کرنا خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا اور اس کا امتحان لینا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ بندے اس کا امتحان لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مستقل مزاجی سے اور اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بناتے ہوئے اور تمام ظاہری پہلو اپناتے ہوئے دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو شہید کا جنازہ ہے۔ مکرم قمر الضیاء صاحب ابن مکرم محمد علی صاحب ساکن کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ کو مخالفین نے یکم مارچ 2016ء کو دوپہر تقریباً ڈیڑھ بجے ان کے گھر کے باہر چھریوں کے وار کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وقوعہ کے روز شہید مرحوم قمر الضیاء صاحب گھر سے ملحقہ اپنی دوکان کو بند کر کے اپنے بچوں کو سکول سے لینے کے لئے گھر سے نکلے ہی تھے کہ دو نامعلوم حملہ آوروں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کو گھسیٹتے ہوئے گلی میں لے گئے۔ ایک شخص نے قمر الضیاء صاحب کو دبوچ لیا اور دوسرے نے ان پر چھریوں کے ساتھ وار شروع کر دیئے۔ مکرم قمر الضیاء صاحب نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن ان کی چھاتی، کندھے، دل اور گردن پر چھریوں کے زخم آئے۔ ایک حملہ آور نے گردن کے پیچھے چھری سے وار کیا اور چھری جسم میں پیوست چھوڑ کر موقع سے فرار ہو گئے۔ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر ہی آپ شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم دولت خان صاحب کے ذریعہ ہوا تھا جنہوں نے اولکھ بیری ضلع گورداسپور سے قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ وفات کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ شہید مرحوم کے دادا مکرم فتح محمد صاحب بھی بفضلہٖ تعالیٰ پیدائشی احمدی تھے۔ وہ بھی بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد یہ خاندان ہجرت کر کے کالیکے ناگرے ضلع سیالکوٹ میں آ کر آباد ہوا۔ شہید مرحوم کی پیدائش وہیں کی ہے۔ پھر یہ 1985ء میں کوٹ عبدالمالک آ گئے۔ شہید مرحوم نے بی کام تک تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ مختلف ادارہ جات میں ملازمت کی۔ بعد میں اپنے گھر سے ملحقہ ایک دکان کھول لی۔ کاروبار کا آغاز کیا۔ فوٹو سٹیٹ اور موبائل کی دوکان بنائی۔ 2004ء میں ان کی شادی ہوئی۔ بے شمار خوبیوں کے حامل تھے۔ نیک، ایماندار، نیک دل، نیک سیرت، شریف النفس، ملنسار شخصیت کے مالک، نہایت مخلص، فدائی اور دلیر نوجوان تھے۔ مرکزی مہمانان کی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ جماعتی خدمات میں بھی ہمیشہ نمایاں رہے۔ ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آتے تھے۔ شہید کے بھائی مظہر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ نمازوں کی ادائیگی کا بالعموم اور نماز جمعہ کی ادائیگی کا بالخصوص انتظام کیا کرتے تھے۔ شہید مرحوم کو باقاعدگی کے ساتھ جمعہ پڑھتے دیکھ کر دیگر غیر از جماعت دوکاندار بھی اپنی دوکانیں بند کر کے جمعہ کی ادائیگی کے لئے جاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر یہ مرزائی جمعہ کے وقت دوکان بند کر کے جا سکتا ہے تو ہمیں بھی جانا چاہئے۔ آپ اس وجہ سے بھی کبھی جمعہ نہیں چھوڑتے تھے کہ میری وجہ سے غیر احمدی لوگ بھی جمعہ کے لئے جاتے ہیں۔

آپ کی اہلیہ نے بتایا کہ گزشتہ ماہ سے شہید مرحوم کے رویے میں نمایاں تبدیلی آئی تھی اور میرا پہلے سے بڑھ کے خیال رکھتے۔ کسی سخت بات کا بھی برا نہیں مناتے تھے۔ شہید مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور اس وقت سیکرٹری اصلاح و ارشاد کے عہدے پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس سے پہلے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ تمام جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ شہید مرحوم کو جماعتی مخالفت کا سامنا تھا اور اس کے بارے میں پولیس اور انتظامیہ کو تحریری درخواستیں بھی دی جا چکی تھیں۔ 14/اگست 2012ء کو تقریباً پانچ سو افراد پر مشتمل جلوس پولیس کی نگرانی میں قمر الضیاء صاحب کے گھر کے باہر اکٹھا ہوا۔ مخالفین کے دباؤ پر ایک پولیس والے نے دوکان کے کاؤنٹر پر چڑھ کر تصاویر اتارنی شروع کر دیں۔ دوکان کے شٹر پر لکھے ہوئے۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْن اور کلمہ طیبہ کو سیاہ رنگ پھیر کر مٹا دیا۔ بعد ازاں اس گھر کی دیوار پر آویزاں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اور مَاشَآءَ اللّٰہ کی تحریرات کو بھی چھینی ہتھوڑے سے توڑ دیا۔ آخر میں گھر کے باہر لگی نام والی تختی جس پر قمر الضیاء صاحب کے والد صاحب کا نام محمد علی لکھا ہوا تھا اس سے 'محمد' بھی چھینی ہتھوڑے سے توڑ دیا گیا۔ یہ تو ان لوگوں کی حالت ہے سوائے اس کے کہ اس پہ اِنَّا لِلّٰہ پڑھا جائے اور کیا کِیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح 26/جنوری 2014ء کو چالیس سے پچاس مولویوں کے ایک جلوس نے قمر الضیاء صاحب کو ان کی دوکان سے زبردستی باہر نکال کر تشدد کا نشانہ بنانے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کی بے حرمتی کی اور نازیبا الفاظ استعمال کرتے رہے۔ اس دوران پولیس موقع پر پہنچ کر قمر الضیاء صاحب کو تھانے لے گئی لیکن بعد ازاں مخالفین کے خلاف بغیر کسی کارروائی کے معاملہ رفع دفع کروا دیا۔ تو یہ مخالفانہ حالات تھے۔ دھمکیاں ان کو مستقل ملتی تھیں۔ اس وجہ سے ان کا خیال تھا کہ شاید بیرون ملک چلے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور اپنے پاس بلا لیا۔

شہید مرحوم نے پسماندگان میں دو بھائی اور دو ہمشیرگان کے علاوہ والد مکرم محمد علی صاحب، اہلیہ روبی قمر صاحبہ تین بچے حذیفہ احمد عمر دس سال، بیٹی امۃ المتین عمر سات سال اور ایک دوسری بیٹی امۃ الہادی عمر چار سال چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس شہید بھائی کے درجات بلند فرمائے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں ہمیشہ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور نعماء جنت سے نوازتا رہے۔ اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔

جماعت احمدیہ فجی کا 45واں جلسہ سالانہ

(رپورٹ: طارق احمد رشید۔ مبلغ فجی)

جماعت احمدیہ فجی کا 45واں جلسہ سالانہ 12 اور 13 دسمبر 2015ء کو مسجد فضل عمر صودا میں منعقد ہوا۔

11 دسمبر کو بعد نماز مغرب مکرم مولانا محمود احمد صاحب امیر و مشنری انچارج فجی نے جلسہ کے انتظامات کا جائزہ لیتے ہوئے کارکنان کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ دونوں دن نماز تہجد ادا کی گئی اور نماز فجر کے بعد درس القرآن کا انتظام کیا گیا۔

12 دسمبر 2015ء کو ساڑھے دس بجے لوائے احمدیت اور فجی کے پرچم کو لہرایا گیا اور بعد ازاں مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت افتتاحی اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر میں جلسہ سالانہ کی تاریخ کا ذکر کیا اور جلسہ کی برکات اور اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اس اجلاس میں دو مزید تقاریر بعنوان مالی قربانی اور اطاعت کی اہمیت کے موضوع پر کی گئیں۔

نماز ظہر و عصر کے بعد لجنہ اماء اللہ کا الگ اجلاس ایوانِ مصطفیٰ میں منعقد ہوا جبکہ مقامی فجین زبان بولنے والے نومبایعین، ممبران اور مہمانوں کے لئے الگ لائبریری میں پروگرام رکھا گیا۔ اس پروگرام کی صدارت خاکسار نے کی۔ نومبایعین کو اسلامی تعلیمات، مسیح کی آمدِ ثانی اور دیگر موضوعات کے حوالہ سے معلومات دی گئیں۔ بعض تربیتی امور بھی بیان کئے گئے۔ چند نومبایعین نے اپنی قبول احمدیت کے حوالہ سے برکاتِ احمدیت کا بھی ذکر کیا۔ بعد میں مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ اس اجلاس میں 32 افراد شامل ہوئے جن میں 4 غیر از جماعت مہمان تھے۔

دوسرے اجلاس میں جلسہ گاہ میں پانچ تقاریر پیش کی گئیں۔ شام کو مجلس سوال و جواب کا انعقاد بھی ہوا جس میں ڈیڑھ صد احباب شامل ہوئے۔

13 دسمبر کی صبح تیسرا اجلاس منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد تین تقاریر کی گئیں۔ بعد ازاں ایک تبلیغی سیشن منعقد ہوا جس میں داعیان الی اللہ نے ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے تبلیغی میدان میں اپنی کاوشوں اور کامیابیوں کا ذکر کیا۔ بعض نومبایعین نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک تبلیغی نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جسے بڑی دلچسپی سے دیکھا گیا۔

اختتامی اجلاس کی کارروائی مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس اجلاس میں دو تقاریر کی گئیں جن کے بعد مکرم امیر صاحب نے احباب کو اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے خلافت کے ساتھ پیوستہ رہنے کی نصیحت کی۔ دعا کے ساتھ اجلاس اختتام کو پہنچا۔

اس جلسہ میں فجی کی 11 جماعتوں سے 340 افراد شامل ہوئے جن میں 20 غیر از جماعت مہمان تھے۔ ایک نومبائع طوالو سے بھی تشریف لائے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کا وارث بنائے اور جلسہ کی برکات اور اغراض سے حصہ دے نیز تمام کارکنان کو جزائے خیر دے اور اُن کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

بقیہ: لجنہ اماء اللہ سے خطاب کا اردو ترجمہ

از صفحہ 20

اور تقاریر میں بھی شامل کرتے ہیں۔

لیکن اصل سوال یہ ہے کہ ہم حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے ارشادات اور ہدایات پر کس حد تک عمل کر رہے ہیں؟ مثلاً آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر احمدی آپ کی تصنیف ''کشتیٔ نوح'' کا بار بار مطالعہ کرے۔ اس کتاب میں احمدی خواتین کے لئے بھی بہت سی نصائح موجود ہیں جیسا کہ آپ علیہ السلام نے اس کتاب میں ان خوبیوں اور نیکیوں کا ذکر فرمایا ہے جن کے حصول کے لئے خواتین کو کوشش کرنی چاہئے اور ان پر عمل کرتے ہوئے انہیں زندگی گزارنی چاہئے۔

یاد رکھیں کہ تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں: پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جنہیں کوئی علم یا معلومات حاصل ہی نہ ہوں، ایسے لوگ اگر غلطی کریں تو ان کی غلطی قابلِ معافی ہوسکتی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو صحیح راہ کا علم ہوتے ہوئے بھی غلط راہ اختیار کر لیتے ہیں، یقیناً ان سے ان کے اعمال کا مؤاخذہ ہوگا۔ تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جنہیں صحیح راہ کا علم بھی ہوتا ہے اور وہ جانتے بوجھتے ہوئے صحیح تعلیم کے برخلاف عمل کرتے ہیں جبکہ دوسروں کو اس پر عمل کر کے اپنی اصلاح کرنے کی نصیحت کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل صریحاً منافقت کے زُمرہ میں آتا ہے۔ اس لئے یہ بات اشد ضروری ہے کہ دوسروں کے اعمال کا جائزہ لینے سے پہلے ایک احمدی مسلمان کو اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہئے۔ اُنہیں اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہئے کہ کیا ہم حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر خود عمل کر رہے ہیں؟ اُنہیں پوری سچائی سے اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ان کا اپنا دامن بے راہ رَوی اور گناہ سے پاک ہے؟

جماعت اور لجنہ کی ممبراتِ عاملہ کا یہ اوّلین فرض ہے کہ وہ اپنی روحانی اور اخلاقی حالت کی اصلاح کریں۔ اگر وہ اس بات پر توجہ دیں گی تبھی وہ دیگر احمدیوں کو نیک نمونہ دکھا کر ان کی اچھی تربیت کر سکتی ہیں۔ تاہم اگر ممبرانِ عاملہ ہی صحیح معیار پر نہیں چلیں گے تو تمام جماعت پر اسکا منفی اثر پڑے گا۔ اسی لئے میں دوبارہ یہ بات کہتا ہوں کہ سب سے پہلے عاملہ ممبران اپنی ذاتی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خود اپنے معیار پر نگاہ رکھیں۔ ہمارا جماعتی نظام ایسا ہے کہ اگر مقامی سطح سے شروع کر کے ریجنل اور پھر نیشنل لیول تک کے ممبرانِ عاملہ اپنے آپ میں مثبت تبدیلی لے آئیں تو قدرتی طور پر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پچاس فیصد کے قریب ممبران ایسے ہونگے جو اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل کرنے والے بن جائیں گے۔ وہ ہماری کم عمر بچیوں اور دوسرے ممبرز کے لئے ایک قابلِ تقلید نمونہ بن کر ان میں اچھائی اور نیکی پیدا کرنے کا ذریعہ بنیں گے۔ وہ دوسروں پر یہ ثابت کر دیں گے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اپنے نفس کی خواہشات کو پسِ پشت ڈال دیا جائے۔

جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہ بات ازحد ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنی اخلاقی تربیت کے لئے آپ علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرے۔ آپ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ یہ لازم ہے کہ ہر احمدی قرآنِ کریم کی بار بار باقاعدگی سے تلاوت کرے، اس کے معنی پر غور کرے اور اپنی زندگی اس کے احکام کی روشنی میں گزارے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے مزید یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے اپنے گھروں میں عبادات اور نمازوں کے لئے ایک خاص دلی شوق پیدا کرنا ضروری ہے۔

ایک ماں ہونے کے ناطے سے آپ اپنی اولاد کے دلوں میں عبادت کا شوق تبھی پیدا کر سکتی ہیں جب آپ خود اپنی عبادات کا حق ادا کرنے والی، ساری نمازیں ادا کرنے والی اور اللہ تعالیٰ سے سچے تعلق کا اظہار کرنے والی ہوں۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے بارہا اپنی جماعت کے افراد کو آپس میں محبت اور بھائی چارہ کا مظاہرہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے کیونکہ اس کے بغیر جماعت کی وحدت خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔ آپ علیہ السلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ تمام احمدی ایک دوسرے سے محبت اور یگانگت کا برتاؤ کریں اور اگر وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کا سلوک کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی محبت ہی حقیقی امن اور اطمینانِ قلب کی ضامن ہے۔ اس لئے ہمیشہ معاشرہ میں شفقت اور ہمدردی پھیلانے کی کوشش میں مصروف رہیں۔

آپ کو محض اپنی ذات اور اپنے خاندان کے لئے خیر خواہی کی امید نہیں رکھنی چاہئے بلکہ تمام بنی نوعِ انسان کے لئے امن، تحفظ اور سکون سے زندگی بسر کرنے کی خواہش کرنی چاہئے۔ ہم 'محبت سب کے لئے' کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہماری محبت کا دائرہ صرف 'دوسروں' کے لئے ہی نہ ہو بلکہ ہمیں آپس میں ایک دوسرے کا خیال رکھنا اور ایک دوسرے کی بھی مدد کرنی چاہئے۔ افواہیں نہ پھیلائیں اور نہ ہی دوسروں کی کمزوریوں کو نمایاں کریں بلکہ بوجھ اُٹھانے میں ان کی مدد کریں، مشکلات کے حل میں ان کی مدد کریں اور آسانی پیدا کرنے والی بنیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے کہ حقیقی مومن وہ ہیں جو رحم اور ہمدردی کے جذبات کی روح کو ہمیشہ قائم رکھتے ہیں۔ لہٰذا جو چاہتے ہیں کہ ان کا شمار حقیقی مومنین میں ہو اور جو یہ خواہش رکھتے ہیں کہ وہ قرآنِ کریم کی سچی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں تو انہیں ہمیشہ محبت، رِفق اور رحمدلی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اگر آپ دوسروں سے احترام اور فراخ دلی کا مظاہرہ کریں گی تو آپ دیکھیں گی کہ بہت سی بری عادتوں مثلاً دوسروں کی بُرائی کرنے سے آپ کو قدرتی طور پر نجات مل جائے گی اور یہ بات آج کے معاشرہ میں بے حد اہمیت کی حامل ہے۔

میں نے گزشتہ دنوں ہالینڈ اور جرمنی میں مساجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ ان دونوں ممالک میں غیر مسلم خواتین مہمانوں نے یہ تبصرہ کیا کہ خلیفہ نے جو کچھ کہا ہے، بہت اچھا کہا ہے اور یہ دنیا میں امن اور محبت پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے۔ مگر انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ اب یہ دیکھنا چاہتی ہیں کہ احمدی کیسے ان کے الفاظ کا پاس کرتے ہیں اور کیسے ان خوبصورت تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگوں کی نگاہیں آپ پر ہیں اور وہ دیکھنا چاہتے ہیں آیا احمدیوں کے قول و فعل میں مطابقت ہے۔ چنانچہ ہر احمدی اور لجنہ اماء اللہ کی ہر ممبر کو اُن توقعات کو سمجھنا چاہئے جو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو ہم سے تھیں اور انہیں پورا کرنے کی بھرپور کوشش کریں تا کہ ہم حقیقی اسلام کے سفیر بن جائیں۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے بڑے درد سے فرمایا کہ جب تک ایک احمدی بیعت کی حقیقت اور اُن ذمہ داریوں کو نہیں سمجھتا جو بیعت کرنے والے پر ہوتی ہیں، وہ حقیقی آزادی اور نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمیں محض بیعت کے الفاظ ہی کو نہیں دیکھنا بلکہ ان کے صحیح مفہوم اور ان کی روح کو سمجھنا چاہئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ایک احمدی بیعت کے اصل معنی سمجھ لیتا ہے تبھی وہ ان پر عمل کر سکتا ہے۔

شرائطِ بیعت کے بارہ میں میرے خطبات کا ایک سلسلہ تھا جو بعد میں کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکا ہے اور اسی سال کے شروع میں بھی مَیں نے شرائطِ بیعت کی روشنی میں زندگی گزارنے کے موضوع پر ایک خطبہ دیا ہے۔ یہ تمام خطبات با آسانی دستیاب ہیں۔ یقیناً ہمیں بار بار اپنے عہد کی شرائط پر غور کرتے رہنا چاہئے۔ اور لجنہ اماء اللہ کی انتظامیہ کو بھی اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ شرائطِ بیعت کو لجنہ کی میٹنگز اور تقاریب میں زیرِ بحث لائیں اور ان سے متعلق آگاہی فراہم کریں۔

اگر ہم پہلی شرطِ بیعت کو لیں تو ایک احمدی ہر قسم کے شرک سے مجتنب رہنے کا عہد کرتا ہے۔ دراصل شرک کی بھی بہت سی اقسام ہیں۔ اس لئے ہمیں ان تمام قِسموں کے شرک سے اپنے آپ کو ہر قیمت پر بچانا ہوگا۔ ہمیں اپنی روزمرّہ زندگیوں میں محتاط رہنا ہوگا کیونکہ بعض بظاہر بے ضرر معلوم ہونے والی معمولی باتیں یا رسوم ہوتی ہیں جو شرک میں شامل ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر آپ اپنے کسی مقصد یا فائدہ کے حصول کے لئے کسی کی تعریف کرتی ہیں تو یہ بھی شرک کی ایک قسم ہے۔ پھر اسکی ایک اور مثال یہ ہے کہ جب ایک شخص اپنی خواہشات کی تکمیل کی دھن میں اتنا مگن ہو جاتا ہے کہ وہ حقوق اللہ یعنی اپنے فرائض بندگی سے ہی غافل ہو جاتا ہے، تو یہ بھی شرک ہے۔

دوسری شرطِ بیعت یہ ہے کہ ایک احمدی ہر قسم کے جھوٹ سے بچے۔ صرف دھوکہ دہی سے بچنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ سچائی پر کاربند رہے اور اس کا قیام عمل میں لائے۔ اگر ہماری سب احمدی خواتین اجتماعی طور پر ہر قسم کے جھوٹ سے کنارہ کش ہو جائیں اور کسی حال میں سچائی کا دامن نہ چھوڑیں تو ساری جماعت کے ہر فرد کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ایسا اس لئے ممکن ہے کیونکہ ہماری خواتین اپنے بچوں کی تربیت کرتی ہیں اور اگر وہ سچائی کی اہمیت اپنی اولاد کے دلوں میں بٹھا دیں تو انشاء اللہ اس کے بہت ہی وسیع اور دُوررس نتائج مرتب ہونگے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک احمدی کو ایسی کوئی بات کہنے سے پرہیز کرنا چاہئے جس کی وجہ سے لوگوں میں لڑائی جھگڑا یا فساد کا اندیشہ ہو۔ آپ علیہ السلام نے بارہا اس بارہ میں ارشاد فرمایا کہ ہمیں ہمیشہ دوسروں کے حقوق غصب کرنے یا ناانصافی کرنے سے بچنا چاہئے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے اطاعت کی اہمیت پر زور دیا اور نظامِ جماعت کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ہر احمدی کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ خلیفۂ وقت اور ان کے ذریعہ نظامِ جماعت کی اطاعت کرے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے ماننے والے اپنے آپ کو نفسانی خواہشات کی پیروی سے بچائیں کیونکہ شیطان ایسی خواہشات کے ذریعہ لوگوں کو غلط راہ پر چلنے کے لئے مائل کرتا ہے۔

ایک اور نہایت اہم تعلیم جسے آپ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے شرائطِ بیعت میں اس شرط کو بھی شامل کیا ہے کہ ایک احمدی عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً کسی نوع کی تکلیف نہیں پہنچائے گا۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے جو شرائطِ بیعت مقرر فرمائی ہیں یا جو بھی ہدایات جاری فرمائی ہیں، وہ ہماری نجات اور ہماری زندگیوں میں امن و آشتی پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یہی وہ اقدار ہیں جن کی پہلے سے زیادہ آج دنیا کو ضرورت ہے۔ یہ مخلوق کو اپنے خالق سے ملانے کا ذریعہ ہے۔ یہی ہمارے گھروں میں امن کے قیام کا ذریعہ ہیں۔ یہی اقدار ہیں جو ہمیں اپنی اولاد کے دلوں میں راسخ کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ہماری آئندہ نسلیں اپنے دین کا احترام کرنے والی، اس کی حفاظت کرنے والی اور اعلیٰ ترین اخلاقی معیار برقرار رکھنے والی بنیں۔ یہی وہ اقدار ہیں جو ہمیں اپنی اولاد کے ذہنوں میں پختہ کرنی ہیں تا کہ وہ اسلامی تعلیمات کا سچا نمونہ بن سکیں۔

اپنے گزشتہ دورہ میں ایک تقریب کے موقع پر میں نے جب ان اسلامی اقدار کا ذکر کیا تو اس پر ایک مقامی جرمن خاتون کہنے لگیں کہ یہ اسلامی اصول اور اقدار جان کر اُنہیں بے حد خوشی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک یہ اقدار گھروں اور معاشرہ کے امن کی کلید ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہی وہ اقدار ہیں جو میں اپنی اولاد کو سکھانا چاہتی ہوں مگر بدقسمتی سے بعض اوقات سکولوں میں آزادی کے نام پر اس سے متضاد باتیں سکھائی جاتی ہیں۔ آپ جو کہ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات ہیں، جن کا دعویٰ ہے کہ ہم اللہ کی لونڈیاں ہیں، آپ کو اپنی اولاد کے ضمن میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے۔ آپ کو اپنے گھروں میں اعلیٰ ترین معیار اور اقدار رائج کرنی چاہئیں۔ آپ کو لازماً اللہ کے حکموں پر چلنا ہوگا۔ پھر اس بات کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس معاشرہ میں آپ رہ رہی ہیں وہاں ہمارے بچے باآسانی دھوکہ کھا سکتے ہیں یا گمراہ ہو سکتے ہیں۔

بعض اوقات بچے اسکول یا باہر کے ماحول سے اثر لے کر غلط باتیں یا غلط عادات اپنا لیتے ہیں، لہٰذا آپ کو اپنے بچوں کے ساتھ بہت سا وقت گزارنا چاہئے۔ آپ کو اُنہیں اچھے اور بُرے کی تمیز سکھانی چاہئے۔ آپ کو ان کے ذہنوں میں وہ اقدار پختہ کر دینی چاہئے جو قابلِ قدر ہوں اور جن کو عزیز رکھنا چاہئیے۔ آپ کو چاہئے کہ آپ اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات سمجھائیں۔ اور اُنہیں بتائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے وہ احکام اور اقدار ہیں جن کو دوبارہ دنیا کو سکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔

جہاں تک اسکول کی تعلیم کا سوال ہے تو آپ کو اپنے بچوں کی اس بارہ میں ضرور حوصلہ افزائی کرنی چاہئے کہ وہ اس میدان میں اعلیٰ ترین معیار حاصل کریں۔ تاہم اگر اسکول آزادی کے نام پر کبھی ایسی باتیں سکھائیں جو اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہوں تو آپ کو اپنے بچوں کو وضاحت سے سمجھانا ہوگا کہ کہ ہماری اقدار اور ہمارے عقائد کیا ہیں۔ یہ آپ پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ ایک دن دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری آپ کے بچوں کے کندھوں پر ہوگی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی جماعت پر ڈالی ہے، لہٰذا ہمیں اس عظیم ذمہ داری کی جانب توجہ کرنی چاہئیے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو تبھی ہم اپنے معاشرے کی حفاظت کر سکیں گے اور حقیقی اسلامی تعلیمات کی جانب غیروں کی رہنمائی کر سکیں گے اور تبھی ہم اپنی اولاد اور آئندہ آنے والی نسلوں کی حفاظت کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کی توجہ اور دھیان ہماری جماعت کی جانب بڑھ رہا ہے۔ لوگ ہمیں پہچاننے لگے ہیں اور ہمارے پیغام کو غور سے سننے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر روز تبلیغ کے نئے سے نئے راستے کھول رہا ہے اور آپ میں سے بہت سی ایسی ہوں گی جو خود اس بات کا تجربہ کر رہی

ہوں گی۔ مگر جیسے جیسے یہ دروازے کھلتے ہیں، اس بات کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے کہ ہر احمدی اپنے تقویٰ کے معیار حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی اُن توقعات کے مطابق ڈھال لے جو آپ علیہ السلام اپنے ماننے والوں میں دیکھنا چاہتے تھے۔ ایسی تبدیلیوں کے نتیجہ میں ہی تبلیغ کے نئے راستے کھلیں گے۔ انشاءاللہ

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہماری جماعت کے فائدہ کے لئے جدید مواصلاتی نظام اور میڈیا جیسے ذرائع ابلاغ کی سہولیات مہیا کردی ہیں۔ دنیا کے ہر کونہ میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے یہ ذرائع بہت اہم ثابت ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ہماری جماعت کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ رہا ہے۔ تاہم یہ صورتِ حال ہماری ذمہ داری کو مزید بڑھا دیتی ہے کیونکہ جو لوگ ہمارا پیغام سُن رہے ہیں وہ یہ جاننے کے لئے ہماری جانب دیکھیں گے کہ آیا ہم جو کہہ رہے ہیں اس پر خود عمل بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ یہ دیکھیں گے کہ ہم جو تعلیمات پیش کررہے ہیں وہ تو سچی ہیں لیکن احمدیوں کے اپنے عملی معیار میں کمزوری پائی جاتی ہے تو اس کا اُن پر مثبت اثر ہونے کے بجائے منفی ہونے کا احتمال ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرے ہمارا پیغام تو سُنیں مگر یہ محسوس کریں کہ پرانے احمدیوں کا عملی معیار توقع کے مطابق نہیں ہے تو وہ اسلام کا حقیقی پیغام پھیلانے اور اس پر عمل کرنے کا بیڑا اُٹھالیں۔ ایسی صورتحال میں ہماری جماعت یعنی حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقی اور کامیابی کا سہرا اِن نئے آنے والے نیک لوگوں کے سر ہوگا اور پیچھے رہ جانے والے ان برکتوں سے محروم رہ جائیں گے۔ پس پیچھے رہ جانے والوں میں آپ کا شمار نہ ہو۔ بلکہ احمدیت کی سچائی پھیلانے والوں کی صفِ اوّل میں، نہ صرف اپنے قول سے بلکہ اپنے عمل اور کارناموں کے ذریعہ بھی شامل ہوجائیں۔ آپ اس روشنی کا منبع بن جائیں جس کی کرنیں اسلام کی سچائی کو روشن کردے۔

جیسا کہ میں نے آج کہا ہے کہ ہم اپنی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے جدید ٹیکنالوجی کی مدد لے سکتے ہیں۔ ایم ٹی اے کے علاوہ جماعتی ویب سائیٹس بھی ہیں جن پر علم اور معلومات سے بھرپور پروگرام اور کتابیں باآسانی دستیاب ہیں۔ آپ کو ان ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے اپنے علم میں مستقل اضافہ کرنا چاہئے۔

لجنہ اماءاللہ کی ہر ممبر کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑ دے اور باقاعدگی سے اس کے پروگرام دیکھیں۔ کم ازکم اس بات کو یقینی بنائیں کہ میرا خطبہ جمعہ اور خلیفۃ المسیح کے دیگر پروگرام ضرور دیکھیں۔ اور اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ اُن کے بچے بھی بیٹھ کر یہ پروگرام ضرور دیکھیں۔ جو بچیاں یہاں یوکے میں پلی بڑھی ہیں اُنہیں چاہئے کہ وہ بھی اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ ایم ٹی اے اور جماعتی ویب سائیٹس سے منسلک رہیں۔ انہیں اس بات کو بھی یقینی بنانا چاہئے کہ وہ خلیفۂ وقت کے پروگرام ضرور دیکھیں کیونکہ یہ ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت کا باعث بھی ہوں گے اور دین کے بارہ میں ان کا علم بھی بڑھے گا۔

دنیا کے ہر حصّہ کے لوگ ایم ٹی اے کے ذریعہ سچائی کو پہچان کر احمدیت کی آغوش میں آرہے ہیں۔ جیسا کہ کچھ عرصہ قبل فرانس کے نزدیک ایک نہایت ہی چھوٹے سے جزیرہ میں رہنے والے ایک شخص نے لکھا کہ اتفاق سے اسے ایم ٹی اے دیکھنے کا موقع ملا اور اس وقت میرا خطبہ نشر ہورہا تھا۔ اس خطبہ میں مَیں نے وفاتِ مسیح کا ذکر کیا تو اس کو سن کر اس شخص نے کہا کہ مجھے یقین ہوگیا کہ یہ درست تعلیم ہے۔ پھر اس نے انٹرنیٹ پر جماعت کے متعلق ریسرچ کی اور Youtube پر ہمارے پروگرام دیکھے۔ اور اسکے بعد اس نے کہا کہ مجھے احمدیت کی سچائی کا یقین ہوگیا۔ اور یوں اللہ کے فضل سے اس نے بیعت کرلی۔ ایسا ہی کئی خواتین ہیں جو ہماری جماعت میں شامل ہوئیں اور وہ اپنے ایمان پر بہت پختہ ہیں۔ جیسا کہ ابھی کچھ عرصہ قبل میں ہالینڈ گیا تھا تو وہاں میں ایک احمدی خاتون سے ملا جن کے دو بچے تھے اور وہ فرانس سے مجھ سے ملنے آئی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے قبولِ احمدیت کے بعد ان کے شوہر نے ان سے قطع تعلق کر کے ان کو گھر سے نکال دیا۔ مگر پھر بھی ان کو احمدیت پر جو ایمان تھا، وہ اس پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ فطری طور پر عورتیں اپنے خاندان کے ہمراہ آرام اور سہولت کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں۔ مگر پھر بھی ایسی عورتیں بھی ہیں جو اپنے دین اور حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام پر ایمان کی خاطر ہر قسم کی تکالیف، مشکلات اور مخالفت برداشت کرتی ہیں۔ یہ ہے ایک سچے مومن کی حالت جو ہر قسم کے آرام کو قربان کرکے صبر سے اپنے دین کی خاطر ہر طرح کے مصائب و آلام کا سامنا کرتے ہیں۔

آپ لوگوں کی اکثریت تو پیدائشی احمدی ہیں لہٰذا آپ لوگوں کو ایسی تکالیف اور مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ آپ کو اپنے اوپر ہونے والے فضلوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہونا چاہئے۔ اور شکرگزاری کا طریق یہ ہے کہ آپ اپنے دینی علم کو بڑھائیں اور اسلامی تعلیمات پر خود بھی عمل کریں اور اپنے بچوں کو بھی سکھائیں۔ آپ شکرگزار تبھی ہونگی اگر آپ دین کو دنیا پر مقدم کریں گی۔

آخر میں مَیں دوبارہ کہتا ہوں کہ ایسی پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کریں جیسا کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے تھے۔ آپ علیہ السلام کی ساری تعلیمات قرآنِ کریم کی سچی تعلیم پر مبنی اور اللہ سے قرب پانے کا ذریعہ ہیں۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو اس کے قریب ہوتے ہیں وہ اُن کو ایسے ذرائع سے اجر دیتا ہے کہ جن کے بارہ میں وہ تصور بھی نہیں کرسکتے۔ اگر آپ دین کو دنیا پر مقدم کریں گی تو یقیناً اللہ آپ کو دونوں جہان کی حسنات سے نوازے گا۔ وہ آپ کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور کرکے آپ کے دل کو ایک حقیقی اطمینان کی کیفیت سے بھر دے گا۔ جب ایک شخص ایسی کیفیت کو پالیتا ہے تو وہ دنیاوی خواہشوں سے مستغنی ہوجاتا ہے اور دل میں صرف اللہ اور اس کے دین کی محبت باقی رہ جاتی ہے۔ جب ایک شخص ایسے معیار تک پہنچ جاتا ہے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے اپنی تخلیق کے مقصد کو پالیا۔ اللہ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک محض نام کی ہی نہیں بلکہ اپنے عمل اور نمونے سے لجنہ اماءاللہ کی ممبر یعنی اللہ تعالیٰ کی حقیقی بندیاں ہونا ثابت کریں۔

اللہ کرے کہ آپ ہمیشہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی توقعات کو پورا کرنے والی بنیں۔ اللہ کرے کہ آپ وہ مشعل بردار بنیں جو اسلام کی سچی تعلیمات پر روشنی ڈالنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعلیمات کو پھیلانے والی ہوں اور ہمیشہ قرآنِ کریم کی سچی تعلیمات پر عمل کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ لجنہ اماءاللہ پر ہر طرح سے فضل فرمائے۔

اس کے بعد میں کچھ اردو میں بھی بعض اردو بولنے والوں کے لئے کہوں گا۔ یہ بہت ساری باتیں میں نے کہی ہیں بڑے آسان الفاظ میں اور یہ چند مختلف points بیان کئے ہیں جو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے مختلف وقتوں میں نصیحت کی۔ ان کا اردو ترجمہ کرکے بھی لجنہ اماءاللہ اردو پڑھنے والیوں کو پہنچادے گی۔

انگریزی خطاب کے بعد حضور ایدہ اللّٰہ نے اردو زبان میں فرمایا:

یہاں آجکل پاکستان سے بہت سارے نئے لوگ ہجرت کرکے آرہے ہیں۔ یہ نئی آنے والیاں بھی یاد رکھیں جو میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں اور کہتا رہتا ہوں کہ یہاں اس لئے آپ آئی ہیں کہ آزادی سے اپنے دین کا اظہار کرسکیں۔ آزادی سے اپنے دین پر عمل کرسکیں۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ آپ کی ہجرت دین کی وجہ سے ہے اور یہ آپ پر ایک ذمہ داری ڈالتی ہے۔ اس ذمہ داری کو آپ نے نبھانا ہے۔ دین کی آزادی کو حاصل کرنے کے لئے یہاں آئی ہیں تو اس دین کی آزادی کا اظہار زیادہ سے زیادہ آپ کی حالتوں سے ہونا چاہئیے نہ کہ دنیاوی آزادی کا۔ یہ نہ ہو کہ یہاں آکر دین کو بھول جائیں اور دنیاوی رونقوں میں ڈوب جائیں، دنیاوی آزادی کو دین پر ترجیح دینے لگ جائیں۔ صرف پیسہ کمانے کی طرف توجہ نہ رہے۔ یا صرف اپنے خاوندوں کو اسی بات کی طرف توجہ نہ دلاتی رہیں کہ پیسے کماؤ اور لے کر آؤ۔ بلکہ اپنے گھروں میں دین کا ماحول پیدا کریں۔ اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو ایسے ماحول دینے کی کوشش کریں جہاں دین کو ترجیح دی جاتی ہو۔ بچوں میں وہ سمجھ بوجھ پیدا کریں جس سے اُن کو یہ احساس ہو کہ دین مقدم ہے اور دنیا بعد میں ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر عورتیں اپنے گھروں کو سنبھال لیں تو اگلی نسل سنبھل جائے گی۔ عورتیں اگر عبادت گزار ہیں تو اکثریت مردوں کی بھی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا کم ازکم آئندہ نسل کی اصلاح تو ہوگی۔ جماعت کو اور خلیفۂ وقت کو آئندہ یہ تو تسلی ہوگی کہ نسلیں سنبھالی جا رہی ہیں۔ یہ نسلیں سنبھالنا آپ کا کام ہے اور بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کی طرف توجہ دیں۔

میں نے کشتیٔ نوح کا حوالہ دیا ہے اُس میں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے عورتوں کو بہت ساری نصائح فرمائی ہیں۔ یہ بھی اس میں ہے کہ خاوندوں سے ناجائز مطالبات نہ کرو۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ بعض خاوند ایسے بھی ہیں جو خیال نہیں رکھتے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض ایسی بیویاں بھی ہیں جو خاوندوں سے ناجائز مطالبات بھی کرتی ہیں چاہے کم ہوں۔

بچوں کی طرف توجہ دیں۔ میں نے اپنے اس خطاب میں ایک بات یہ بھی بیان کی کہ بچوں کی اسکول کی تعلیم کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور ضروری ہے کہ اُن کو پڑھائیں۔ لیکن ساتھ دینی تعلیم بھی دیں اور جب اسکول بھیجیں تو اُن پر توجہ دے کے بھیجیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہاں آکر بچے اسکول جارہے ہیں اور تعلیم حاصل کررہے ہیں اس لئے ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی۔ ایک تو یہاں کے اسکولوں کو ایک شکوہ پیدا ہونے لگ گیا ہے کہ پہلے احمدی بچے ہمارے اسکولوں میں آتے تھے تو سب سے زیادہ disciplined بچے ہوتے تھے اور پڑھائی کی طرف توجہ دینے والے بچے ہوتے تھے۔ لیکن اب مائیں توجہ نہیں دیتیں۔ اسکولوں میں اگر ماں باپ کو بلائیں بھی تو وہ جاتے نہیں۔ جس کی وجہ سے بچے neglect ہورہے ہیں۔ اُن کو یہ خیال اور احساس پیدا ہورہا ہے کہ اسکولوں میں باقی بچوں کے ماں باپ آتے ہیں۔ ہمارے نہیں آتے۔ اس لئے چاہے آپ نئے آنے والوں کو زبان آتی ہے، یا نہیں آتی۔ جہاں اسکول میں بچوں کو داخل کرایا ہے تو وہاں جا کے اُن کی حالت کا پتہ کرتی رہا کریں۔ اور اگر زبان نہیں آتی تو لجنہ کے ذریعہ سے یا اپنے طور پر اپنے دوستوں اور سہیلیوں کے ذریعہ سے کسی کو ساتھ لے جایا کریں تا کہ وہاں جاکر بچے کی حالت کا آپ کو پتہ لگتا رہے۔ اور اسکول کو اگر کوئی شکایت ہے تو وہ بھی پتہ لگتی رہے۔ اگر بچے کو توجہ کی ضرورت ہے تو اس کی طرف بھی توجہ دی جاتی رہے۔ تو بہرحال یہ بڑی ضروری چیز ہے۔ نہیں تو پھر بچے احساسِ کمتری کا شکار ہوجائیں گے۔ نہ وہ دنیاوی تعلیم حاصل کرسکیں گے اور نہ ہی دین کی طرف توجہ دیں گے۔ پس اس طرف بھی نئی آنے والی ماؤں کو بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

نئی آنے والی لڑکیاں بھی یہاں آرہی ہیں۔ بعض پڑھنے کے لئے آرہی ہیں، بعض ویسے ہجرت کرکے آرہی ہیں۔ آکے اسائلم لے لیا، نوجوان لڑکیاں ہیں، غیر شادی شدہ ہیں۔ بعض چھوٹی عمر کی بھی ہیں۔ بعض ماں باپ کے ساتھ بھی آئی ہیں۔ اُن کو بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ یہاں آکر آپ نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ اس کا ادراک حاصل کریں اور ہمیشہ اس بات پر غور کریں کہ ہمارا دین مقدم ہے دنیا بعد میں ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر ہمارا جو بیعت کا عہد ہے ہم نے خود ہی اُس کو توڑ دیا ہے۔ پس یہ منافقت ہوگی کہ ایک طرف تو بیعت کا عہد کیا جائے اور دوسری طرف اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ یہاں آکر یہ نہ سمجھیں کہ آزادی مل گئی ہے۔ آپ کو آزادی دین پر عمل کرنے کے لئے ملی ہے۔ آپ کو یہ آزادی نہیں ملی کہ دین کو چھوڑ دو اور دنیا پر عمل کرنا شروع کردو۔ پس اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا کریں۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جماعت احمدیہ گھانا کے 84ویں جلسہ سالانہ 2016ء کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

’’باغ احمد‘‘ تین دن تک نعرہ ہائے تکبیر، کلمہ طیّبہ کے ورد اور حضرت محمد مصطفیٰ ؐ پر درود سے معطر رہا

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا محبت بھرا قیمتی نصائح سے پُر پیغام

نائب صدر مملکت گھانا، وفاقی وزراء اور دیگر حکومتی اعلیٰ افسران، ٹریڈیشنل چیفس اور علاقائی معززین کی شمولیت۔

36,000 سے زائد جانثاران خلافت کی شمولیت۔ امیر جماعتہائے احمدیہ نائیجریا اور جرمنی کی وفود کے ہمراہ شمولیت۔

مغربی افریقہ کے دیگر ممالک سے مہمانوں اور وفود کی آمد۔ تین روز تک نماز تہجد، دروس، علمی تقاریر اور مجالس کا سلسلہ۔

(رپورٹ مرتبہ: نعیم احمد محمود چیمہ، مبلغ سلسلہ گھانا)

مغربی افریقہ کے پُر امن اور رواداری کی فضا والے ملک گھانا کا پورا نام جمہوریہ گھانا ہے۔ دارالحکومت اکرا (Accra) ہے جبکہ انگلش قومی زبان کے طور پر بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ دیگر بہت سی علاقائی زبانیں بھی ہیں اور انگلش کے ساتھ کوئی نہ کوئی مقامی زبان بھی ضرور بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ مملکت کا ماٹو " freedom and Justice " ہے جس کی جھلک حقیقی طور پر بھی مملکت کے معاملات میں واضح طور پر نظر آتی ہے۔ مذہبی رواداری اور برداشت کے ایسے مناظر دنیا میں کم نظر آتے ہیں جیسے یہاں کی روایات کا حصہ ہیں۔ ملک میں عیسائیوں اور مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے جبکہ ایک حصہ قبائلی مذاہب کی بھی پیروی کرتا ہے۔ اسلام ان علاقوں میں پندرھویں صدی عیسوی میں پہنچا اور اب مسلمان آبادی کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ احمدیت اس علاقے میں 1921ء میں آئی جب اکرافو کے ایک بزرگ دوست چیف مہدی آپاہ کی درخواست اور حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر پہلے احمدی مبلغ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر سالٹ پانڈ تشریف لائے۔ آپ ایک سال یہاں ٹھہرے اور اس دوران بہت سے افراد نے احمدیت قبول کرلی۔ بہت سے مراکز قائم ہوئے۔ 2021ء میں احمدیت کو اس علاقے میں آئے ہوئے سو سال مکمل ہوجائیں گے۔

ملک کے وسطی ریجن میں واقع مشہور و معروف شہر Winneba بھی اپنی بہت سی اہم چیزوں کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ ساحل سمندر پر آباد یہ شہر برطانوی دور حکومت میں یورپ اور گولڈ کوسٹ کے درمیان تجارت کے لئے ایک اہم بندرگاہ کے طور پر معروف تھا۔ ماہی گیری اور ظروف سازی کے علاوہ یہاں موجود یونیورسٹی آف ایجوکیشن بھی ملک میں ایک اہم اور ممتاز مقام رکھتی ہے۔ شہر کی آبادی لگ بھگ ساٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے لیکن سال میں تین دنوں کے لئے اس شہر کے قریب ایک اور شہر ’’باغ احمد‘‘ میں آباد ہوجاتا ہے۔ جلسہ سالانہ گھانا میں شمولیت کے لئے ملک کے مختلف حصوں سے لوگ جوق در جوق یہاں آتے ہیں اور دن رات اس شہر کی فضا میں نعرہ ہائے تکبیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا جانے والا درود گونجتا رہتا ہے۔ نماز تہجد سے آغاز ہونے والے پروگرام رات دیر گئے تک وقفہ وقفہ سے جاری رہتے ہیں اور لوگ پورے شوق سے ان تمام پروگراموں کو سنتے اور استفادہ کرتے ہیں۔

’’باغ احمد‘‘ **460** ایکڑ پر مشتمل ایک خوبصورت قطعہء اراضی ہے جہاں جماعت احمدیہ گھانا کا سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ جلسہ گاہ میں آموں کا ایک خوبصورت باغ بھی لگایا گیا ہے جبکہ پھلوں اور پھولوں کے وسیع قطعات بھی موجود ہیں۔ دو گیسٹ ہاؤسز اور کارکنان کے لئے رہائشگاہیں بنائی گئی ہیں۔ جلسہ گاہ کی ایک جانب پولٹری فارمز ہیں جہاں دوران سال مرغیاں پالی اور فروخت بھی کی جاتی ہیں۔ یوں قریباً تمام سال ہی یہ جگہ آباد رہتی ہے۔ لیکن یقیناً یہاں کا اصل حسن اور رونق وہ روحانی طیور ہیں جو سال میں ایک مرتبہ چند دن کے لئے یہاں اکٹھے ہوکر حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی غلامی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق کا پیغام دنیا تک

پہنچاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے ایفاء کا اعلان کرتے ہیں کہ

"I shall give you a large party of Islam"

باغ احمد میں امسال منعقد ہونے والا جماعت احمدیہ گھانا کا یہ جلسہ سالانہ 84واں جلسہ تھا جو پورے جوش و خروش اور روحانی کیفیات سے بھرپور رہا اور ملک بھر سے 36,000 ہزار سے زائد احمدی احباب و خواتین نے اس میں شرکت کی۔

7جنوری2016ء بروز جمعرات

تہجد کی نماز مکرم حافظ عبدالناصر بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ سنٹرل ویسٹ ریجن گھانا نے پڑھائی اور نماز تہجد کے بعد مکرم محمد یٰسین ربّانی صاحب مبلغ سلسلہ ایسٹ ریجن گھانا نے درس دیا جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جلسہ کے اغراض و مقاصد پیش کئے۔ بعد از نماز فجر مکرم مولانا محمد بن صالح صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا نے حاضرین سے خطاب کیا جس میں انہوں نے احباب کا شکریہ بھی ادا کیا کہ وہ دور دراز علاقوں سے سفر کرکے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہیں جس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھی تھی۔ مکرم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کے حوالے سے بعض اہم نصائح فرمائیں۔ آپ نے احباب جماعت کو نماز تہجد اور دوسری نمازوں اور اسی طرح جلسہ کے تمام پروگراموں میں وقت پر شامل ہونے کی تلقین فرمائی۔

آپ نے احباب جماعت کو باہمی تعارف حاصل کرنے اور تعلقات بنانے کے لئے کہا لیکن ساتھ ہی خاص طور پر نصیحت فرمائی کہ مردوں اور عورتوں کا آپس میں میل جول نہ ہو۔ انہوں نے بتایا کہ امسال مرد و زن کے لئے جلسہ گاہ آنے اور جانے کے لئے بالکل علیحدہ راستے بنائے گئے ہیں۔ اس لئے تمام شاملین جلسہ اس بارہ میں ڈیوٹی والوں سے مکمل تعاون کریں۔ مکرم امیر صاحب نے سیکیورٹی پر بھی خاص توجہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ نے احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ دعا، ذکرالٰہی اور درود شریف کا ورد کرنے میں وقت گزارنے کی تلقین فرمائی۔

جلسہ کا پہلا باقاعدہ اجلاس صبح ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے شروع ہوا جس کی سعادت مکرم موسیٰ عیسیٰ صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے پائی۔ اردو کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ’’ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے‘‘ مکرم شریف بن جعفر صاحب اور ان کے ہمراہ دوسرے طلباء جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل نے انتہائی دلکش انداز اور مترنم آواز میں پیش کیا۔ اردو نظم کے بعد سنٹرل ریجن کے ممبران نے لوکل زبان میں حمدیہ نغمات پڑھے اور حاضرین جلسہ سالانہ نے بھی ان نغمات کو ان کے ساتھ دہرایا۔

اسی دوران اطلاع موصول ہوئی کہ جناب نائب صدر مملکت گھانا تشریف لا رہے ہیں جس پر مکرم امیر صاحب گھانا چند ممبران مجلس عاملہ اور بزرگان جماعت کے ہمراہ جلسہ گاہ کے داخلی گیٹ پر تشریف لے گئے جہاں آپ نے نائب صدر مملکت اور ان کے ہمراہ تشریف لانے والے وفد کا استقبال کیا۔ جناب نائب صدر مملکت کی تشریف آوری پر ممبران مجلس خدام الاحمدیہ نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا اور چھوٹے بچوں نے قومی ترانہ پیش کیا۔ گارڈ آف آنر کے بعد لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب منعقد ہوئی۔

مکرم امیر صاحب گھانا نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ جناب نائب صدر مملکت گھانا نے گھانا کا جھنڈا لہرایا۔

مکرم امیر صاحب جناب نائب صدر مملکت گھانا کے ہمراہ جیسے ہی جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تمام ماحول انتہائی والہانہ نعرہ ہائے تکبیر، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام احمدیت اور گھانا زندہ باد کے نعروں سے مسلسل گونجتا رہی۔ جیسے ہی امیر صاحب مع مہمانان اسٹیج پر تشریف لائے باغ احمد کی تمام فضا ’’لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہ‘‘ کے دلنشین اور پرسوز ورد سے معطر ہوگئی۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

افتتاحی اجلاس ایک خاص اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اس میں سب سے اوّل سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ گھانا کے نام نہایت ہی بابرکت اور نصائح سے پُر پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے حوالہ سے بعثت کا مقصد بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان اور اس کے نتیجہ میں مخلص عبادتگزار بندوں پر مشتمل جماعت کا قیام جو کہ اسلامی تعلیم کا بہترین نمونہ ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ بیعت کی اغراض بیان فرماتے ہوئے جماعت کو اپنے اندر نمایاں روحانی تبدیلی پیدا کرنے اور اپنے اردگرد رہنے والوں کے لئے اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا کامل اور نیک نمونہ بننے کی نصیحت فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو اپنے خطبات اور ایم ٹی اے کے دوسرے پروگرامز کو باقاعدہ دیکھنے کی نصیحت فرمائی تا کہ نہ صرف ان کا اخلاص و تعلق خلافت احمدیہ سے مضبوط ہو بلکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم اور جماعت احمدیہ کے اوصاف سے بہرہ مند ہوکر فائدہ اٹھا سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبت بھرے پیغام کے آخر پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاملین جلسہ کے لئے کی گئی دعاؤں کے ساتھ جلسہ کے کامیاب و بابرکت ہونے کی دعاؤں سے نوازا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی بابرکت پیغام کے بعد مولانا نور محمد بن صالح صاحب امیر جماعت نے افتتاحی تقریر کی۔ جس میں آپ نے اسلام کی امن پسندی اور مذہبی رواداری کی تعلیم کو قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے پیش کیا۔ آپ نے ملک کے سیاسی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ملک میں امن کے قیام اور باہم رواداری کی فضا کو برقرار رکھنے کے لئے بعض نصائح بھی کیں۔ آپ نے سیاسی رہنماؤں کو اپنی ذمّہ داریوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور انہیں خبردار کیا کہ وہ نئی نسل کو اپنی ذاتی و سیاسی اغراض کے لئے گروہوں میں تقسیم نہ کریں۔ سیاسی مفاد کے لئے مذہب کا غلط استعمال نہ کیا جائے کیونکہ اس کے نتیجہ میں ملک میں انتہائی خطرناک حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ آخیر پر ایک مرتبہ پھر آپ نے نائب صدر مملکت گھانا اور تمام معزز مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔

مکرم مولانا محمد بن صالح صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا کے افتتاحی خطاب کے بعد بعض دوسرے معزز مہمانان کرام نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مہمانان کے ایڈریسز

☆ SDA سیون ڈے چرچ کے نمائندہ Paster

Bii Lante Thompson نے جو کہ مولانا عبدالوہاب بن آدم مرحوم سابق امیر گھانا کے بہت قریبی دوست تھے جماعت اور جلسہ کی کامیابی کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے اس جلسہ کے لئے جو عنوان چنا ہے اس سے میں متفق ہوں کیونکہ متفرق مذاہب کے پیروکار اپنے ایمانیات وعبادات میں ایک دوسرے سے واضح اختلافات رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود اگر ایک دوسرے کا احترام کریں اور رواداری سے پیش آئیں تو معاشرہ میں امن قائم رہے گا۔

☆ دوسرے خاص مہمان جنہوں نے اس موقعہ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا وہ **ڈائریکٹر جنرل وزارت تعلیم گھانا جناب برنارڈ مورناہ (Bernard Mornah)** تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ بانی

جماعت احمدیہ نے اپنے ماننے والوں کو اس جلسہ کے انعقاد کی خاص تاکید کی تھی۔ جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جس نے ہمیشہ امن ورواداری کی تعلیم کا پرچار کیا ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے جلسہ کا موضوع آپ پر پوری طرح اطلاق پاتا ہے۔ شعبہ تعلیم میں جماعت احمدیہ کی خدمات قابل تحسین ہیں اور آپ کے تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء ہمارے معاشرہ میں نمایاں خدمات بجا لا رہے ہیں اور دوسروں کے لئے امن و رواداری اور نظم وضبط کی مثال ہیں۔

امسال جلسہ سالانہ گھانا میں امیر جماعت نائیجیریا اور امیر جماعت جرمنی بھی تشریف لائے تھے۔ مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے حاضرین جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ گھانا افریقہ کی جماعتوں کے لئے کئی لحاظ سے قابل تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں ہم سب کے حق میں قبول فرمائے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی توقعات پر پورے اترنے والے بنائے۔ جماعت نائیجیریا کی طرف سے آپ کو جلسہ سالانہ کے انعقاد کی مبارک ہو۔

مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنے خطاب میں کہا کہ وہ آج بہت خوش ہیں کیونکہ وہ اکثر اپنے دیرینہ مرحوم دوست مولانا عبدالوہاب بن آدم سابق امیر گھانا سے جو ذکر جلسہ کا سنا کرتے تھے آج اس روح کو براہ راست دیکھنے کا موقعہ ملا ہے خاص طور پر لجنہ اماء اللہ کا جوش وجذبہ قابل دید ہے۔

مکرم امیر صاحب جرمنی نے دنیا کے موجودہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے شاملین جلسہ کو دعا کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ آج پوری دنیا میں امن کے قیام کے لئے ہمارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ جو کوشش فرما رہے ہیں ہم سب کو ان کا ساتھ دینا ہے اور ان کا مددگار بننا ہے اور اس ساتھ دینے میں جماعتوں میں مقابلہ کی روح ہونی چاہئے اور جماعت جرمنی گھانا جماعت سے اس مقابلہ میں مسابقت لے جانے کی پوری کوشش کرے گی۔

نائب صدر مملکت کی تقریر

☆ افتتاحی اجلاس کے آخر پر **نائب صدر مملکت گھانا جناب کوئیسی امیساہ آرتھر (Kwesi Amissah-Arthur)** نے حاضرین جلسہ سالانہ گھانا سے خطاب کیا۔ نائب صدر مملکت نے کہا کہ جو قومیں متفرق قومیت رکھتی ہیں لیکن باہم مل کر کام کرتی ہیں وہ ترقی کرتی ہیں۔ معاشرہ میں قوت برداشت اور باہم رواداری تعاون کو پیدا کرتے ہیں۔ ہر قوم کے پاس قدرتی وسائل ہوتے ہیں لیکن اگر ان وسائل کو آپس میں انصاف پسندی کے ساتھ تقسیم کیا جائے اور ایک دوسرے پر ظلم روا نہ رکھا جائے تو معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ ہر ایک طبقہ کا خیال رکھا جانا چاہئے۔ بسا اوقات رواداری کی کمی کے باعث نہایت خطرناک حالات پیدا ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں سوسائٹی انحطاط کا شکار ہوجاتی ہے۔ معاشرہ میں خوف بڑھنا اور ترقی کی رفتار کم ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ گھانا تا حال کافی حد تک ان خطرات کا سامنا آپ جیسے محبّ الوطن شہریوں کے ساتھ کرتا رہا ہے اور امید ہے کہ آئندہ بھی ان خطرات سے محفوظ رہے گا۔ لیکن اس کے لئے آپ کے نوجوانوں پر اس کی بہت بڑی ذمّہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلامی تعلیم پر پوری طرح عمل پیرا ہوں۔ قرآن کریم مذہبی رواداری کی تعلیم سے بھرا پڑا ہے۔ جیسے سورہ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی طبقاتی تقسیم کا ذکر کرتے ہوئے نیکی کے معیار کو بڑھانے اور آپس میں برداشت اور باہمی رواداری کی تعلیم دی ہے۔

جناب نائب صدر مملکت نے کہا کہ میرا ذاتی مطالعہ ہے کہ بانی اسلام نے وطن کی محبت کو جزو ایمان قرار دیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو نصیحت کی کہ دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ جماعت احمدیہ ان تعلیمات کی دنیا میں عملی مثال دے رہی ہے۔

جناب نائب صدر مملکت نے کہا اسلام کی امن پسند مذہبی رواداری کی تعلیم پر صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو پوری طرح سے عمل پیرا ہے باوجودیکہ بعض ممالک میں ظلم و زیادتی کا نشانہ بنائی جا رہی ہے۔ چند روز قبل بنگلہ دیش میں آپ کی مسجد پر خودکش حملہ کیا گیا اور اس کی ذمّہ داری ISIS نے قبول کی ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں اور میری سمجھ سے باہر ہے کہ کیسے ایک مسلمان ایک مسلمان کو، ایک عیسائی ایک عیسائی کو اور ایک انسان دوسرے انسان کو مار سکتا ہے۔ صرف باہمی اختلافات ہی ہیں جو انسان کو اس قبیح فعل پر آمادہ کرتے ہیں اس لئے اگر ہم قوت برداشت اور باہم رواداری کے ذریعہ اختلافات کو تقسیم کی بجائے اتحاد کی بنیاد بنا لیں تو اس سے معاشرہ میں امن قائم ہوجائے گا۔ کوئی مذہب بھی ظلم وبربریت کی تعلیم نہیں دیتا۔ مذہب کا پرچار کرنے والوں نے اصل تعلیم سے روشناس کروانا ہے تاکہ دنیا مزید تباہی سے بچ سکے اور جماعت احمدیہ کے امام اور ان کی اقتدا میں ان کی جماعت یہ اہم فریضہ خوب ادا کر رہی ہے۔ اس جلسہ کا موضوع اس امر کو پوری طرح ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی جماعت ملک کی کتنی خیر خواہ اور اس کی ترقی اور قیام امن کے لئے کس قدر سنجیدہ کوشش کر رہی ہے اس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

افتتاحی اجلاس کے آخر پر مکرم امیر صاحب گھانا نے دعا کروائی۔ مکرم امیر صاحب، جناب نائب صدر مملکت اور تمام معزز مہمانان کرام کے ہمراہ حاضرین جلسہ کی طرف دوبارہ تشریف لے گئے اور جب تک وہ حاضرین کی

قطاروں کے سامنے چلتے رہے تمام فضا ایک بار پھر نعروں اور کلمہ طیّبہ کے مبارک ورد سے گونجتی رہی یہاں تک کہ وہ جلسہ گاہ سے باہر ظہرانہ کے لئے تشریف لے گئے۔

اللہ کے فضل وکرم سے جلسہ کا افتتاحی اجلاس انتہائی کامیاب رہا۔ اس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی اہم اور بابرکت پیغام پڑھ کر سنایا گیا اور نائب صدر مملکت گھانا کی شمولیت کے علاوہ ایک بڑی تعداد معزز مہمانان کرام کی تھی جس میں دو ممبران پارلیمنٹ، دو سفارتکار، 15 ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹوز، سنٹرل اور نارتھ ایسٹ ریجن کے 18 ٹریڈیشنل چیفس، اسی طرح ایسٹرن ریجن اور سنٹرل ریجن سے 6 ٹریڈیشنل چیفس اور مختلف مذہبی، سیاسی اور رفاہی تنظیموں کے نمائندگان، دس سے زائد ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے نمائندگان شامل ہوئے۔

اجلاس دوم

دوپہر کے اجلاس میں مکرم حافظ عبد المجید قاسم طالبعلم جامعۃ المبشرین گھانا نے سورہ نور کی آیات کی تلاوت اور انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ مکرم طاہر رمضان طالبعلم جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کا نعتیہ کلام 'بدرگاہ ذیشان خیر الانام......' ترنم سے پڑھا۔ جس کے بعد اپر ایسٹ (Upper East) کے بعض احباب جماعت نے لوکل زبان میں نعتیہ ترانے پڑھے۔ اس کے بعد مکرم مولانا فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے ''خلافت کا دنیا میں قیام امن کے لئے اہم کردار'' کے موضوع پر نہایت مدلّل تقریر کی۔

آپ نے کہا کہ ہم اس وقت جس دنیا میں رہ رہے ہیں وہ تنازعات سے بھرپور، مذہب سے دور اور مادیت پرستی کی طرف راغب ہے۔ اپنے مفادات کے حصول کے لئے تمام سیاسی حربوں کو بروئے کار لایا جا رہا ہے اور بنی نوع کی سچی ہمدردی اور خدمت کا فقدان ہو چکا ہے۔ نام نہاد امن کے قیام کے نام پر قوموں کو تباہ وبرباد کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق اپنے نیک وبرگزیدہ انسانوں کو بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کے ساتھ امن کے قیام کے لئے اس زمانے میں بھی سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کو مامور فرمایا۔ اس وقت بنی نوع انسان ایسے مسیحا کی تلاش میں ہیں جو ان کے غموں کا مداوا کر سکے اور دنیا کو امن کا گہوارہ بنا سکے اور خلافت احمدیہ ہی ہے جو دنیا میں حقیقی اور دیرپا امن قائم کر سکتی ہے اور جو مسلسل بنی نوع انسان اور ان کے لیڈروں کو امن کے قیام کی آسمانی تعلیم پہنچا رہے ہیں۔ لیکن خلیفہ وقت اور اس کی جماعت دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے جہد مسلسل اور دعا سے کوشاں ہیں۔

آپ نے کہا کہ خلافت احمدیہ نہ صرف عالم اسلام بلکہ تمام دنیا کے لئے امن کا منبع ہے۔ دنیا میں حقیقی انصاف اور کمزوروں کے حقوق کے لئے آواز بلند کر رہی ہے۔ جب تک دنیا اس آواز پر کان نہیں دھرے گی زمین پر امن کا قیام ایک خواب ہی رہے گا۔

8 جنوری 2016ء بروز جمعۃ المبارک

8 جنوری بروز جمعہ جلسہ کا دوسرا دن تھا۔ آج جمعہ کے روز باہمی اخوت اور اظہار یکجہتی کے طور پر بیشتر احباب وخواتین نے سفید رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے جو ایک خوبصورت روحانی منظر پیش کر رہے تھے۔ دن کا آغاز حسب روایت نماز تہجد اور نماز فجر سے کیا گیا۔ نماز تہجد مکرم حافظ مبشر احمد صاحب انچارج حافظ کلاس گھانا نے پڑھائی اور اس کے بعد مکرم نواز احمد صاحب مبلغ سلسلہ انچارج وقف نو گھانا نے ''تحریک وقف نو کی برکات'' پر درس دیا جس میں قرآن کریم واحادیث اور خلفاء سلسلہ کے اقتباسات کی روشنی میں وقف نو کی اہمیت اور اس کی برکات پر روشنی ڈالی۔

تیسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کے صبح کے اجلاس کے آغاز میں سورہ احزاب کی آیات 41 تا 49 کی تلاوت اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم عمر فاروق صاحب، کارکن ایم ٹی اے گھانا نے پیش کیا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ کلام ''حمد وثنا اسی کو جو ذات جاودانی ۔۔'' مکرم ولید احمد طالبعلم جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے ترنم سے پڑھا۔ جس کے بعد ایسٹرن ریجن کے ممبران نے مقامی زبان میں ترانے پڑھے۔

مکرم مولانا عمر فاروق یحیٰ مبلغ سلسلہ گھانا نے ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم امن واتحاد کی اعلیٰ مثال'' کے موضوع پر قرآن کریم واحادیث اور خلفاء سلسلہ کے

اقتباسات اور تاریخ اسلام کے واقعات کی روشنی میں مدلل تقریر کی۔ آپ نے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، جانی دشمنوں سے حسن سلوک، مذہبی رواداری، معاہدات کی پاسداری، حالت امن اور حالت جنگ دونوں میں انصاف اور اخلاق فاضلہ کے بےنظیر مظاہرہ کی مثالیں پیش کیں۔

ان کی تقریر کے بعد مکرم معتز عبداللہ القزق شامی مہاجر نے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں لکھا ہوا عربی قصیدہ نہایت پُرسوز آواز میں پیش کیا۔

برونگ آہافو (Brong Ahafo) ریجن کے ممبران نے مقامی زبان میں نظمیں پڑھیں اور اس اجلاس کے آخر پر صدر مجلس نے اختتامی تاثرات بیان کئے اور دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام کو پہنچا۔

جمعۃ المبارک کی ادائیگی

اور خطبہ جمعہ حضور انور ایّدہ اللہ

تیسرے اجلاس کے اختتام کے معاً بعد جلسہ گاہ میں جمعہ کی ادائیگی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مسجد بیت الفتوح لندن سے فرمودہ خطبہ جمعہ براہ راست دیکھنے اور سننے کے لئے تیاری شروع کردی گئی۔

دن کے ساڑھے بارہ بجے مکرم امیر صاحب نے مقامی طور پر خطبہ جمعہ دیا۔ آپ نے اپنے خطبہ جمعہ میں تاریخ انسانی میں بنی نوع انسان کو نقصان پہنچانے والی سب سے نمایاں برائی کا ذکر کیا جس نے انسانی معاشرہ کا امن تباہ و برباد کردیا یعنی ناانصافی۔ جس سے جنبہ پروری، ظالمانہ بادشاہت، کمزوروں پر ظلم و بربریت، خاندانی، سماجی، اقتصادی اور معاشرتی برائیوں نے جنم لیا۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اقتباسات کی روشنی میں بتایا کہ اگر انسان کے اپنے مالک حقیقی سے تعلقات میں انصاف کا فقدان ہے تو وہ کیسے اس کی مخلوق کے ساتھ انصاف کا سلوک کرسکتا ہے۔ بغیر نفس کی قربانی کے انصاف کے اعلیٰ معیار قائم نہیں ہوسکتے۔

آپ نے کہا کہ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا تا کہ خدائے واحد و یگانہ پر زندہ ایمان کو دوبارہ قائم فرمائیں اور اس کے لئے آپ کے ماننے والوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس زندہ خدا سے تعلق پیدا کریں اور اس تعلق کے نتیجہ میں دنیا کو اپنے عمل سے سچے عبد کے اوصاف کی جھلک دکھائیں۔ ہر احمدی مرد و زن حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دے تا کہ بعثت مسیح پاک کی صداقت کا ثبوت بن سکے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین ثم آمین!

نماز جمعہ کی ادائیگی کے معاً بعد تمام حاضرین جلسہ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ براہ راست دیکھا اور سنا۔ حضور انور نے اس خطبہ جمعہ میں مالی قربانی کی اہمیت اور اس کی برکات کا ذکر فرماتے ہوئے وقف جدید کے 59ویں سال کا اعلان فرمایا اور یہ امر حاضرین جلسہ گھانا کے لئے نہایت خوشی کا باعث تھا کہ اللہ کے فضل سے گھانا کی جماعت دنیا بھر کی جماعتوں میں دسویں نمبر پر اور افریقہ کی جماعتوں میں پہلے نمبر پر آئی تھی اور انفرادی قربانی میں اضافہ کے لحاظ سے دنیا بھر کی جماعتوں میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

شبینہ اجلاس بروز جمعۃ المبارک

رات کے اجلاس میں درس جس کا موضوع ''حقیقی مسلمان کے اوصاف'' تھا مکرم ایوب عبداللہ صاحب اسسٹنٹ ہیڈ ٹیچر ٹی آئی احمدیہ سکول پوٹسن Potsin نے دیا۔

شبینہ اجلاس میں دوسرا درس مکرم مولانا یوسف بن صالح مبلغ سلسلہ اپر ایسٹ ریجن کا ''نماز ایک مسلمان کی دنیاوی اور روحانی ترقی کا ذریعہ ہے'' کے موضوع پر تھا۔ انہوں نے آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کی روشنی میں قیام نماز کی اہمیت اور اس کی برکات بیان کیں۔

9 جنوری 2016ء بروز ہفتہ

دن کا آغاز حسب روایت نماز تہجد سے ہوا۔ مکرم حافظ شرف الدین صاحب مبلغ سلسلہ گھانا نے نماز تہجد پڑھائی۔ بعد از نماز تہجد خاکسار (نعیم احمد محمود چیمہ مبلغ سلسلہ) نے ''نظام وصیت کی برکات'' پر درس دیا جس میں قرآن کریم و احادیث اور اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء سلسلہ کہ حوالے سے وصیّت کے بابرکت نظام کے قیام اور اس میں شمولیت کی برکات بیان کیں۔ اور احباب جماعت کو اس نظام میں شمولیت کی طرف توجہ دلائی۔

چوتھا اجلاس

جلسہ سالانہ کے تیسرے دن کے چوتھے اجلاس کا آغاز دن دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم حافظ احمد نقیب Samwine اپر ویسٹ ریجن نے سورۃ آل عمران کی آیات 111-105 کی تلاوت مع انگریزی ترجمہ پیش کی۔ جس کے بعد مکرم شمیم جمال طالبعلم جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے طلباء کے گروپ کے ساتھ منظوم کلام ''خلافت کیا ہے اک فضل عظیم رب رحماں ہے'' مترنم آواز میں پڑھا جس کے بعد وولٹا (Volta) ریجن کے ممبران نے مقامی زبان میں نغمات پیش کئے۔

چوتھے اجلاس کی پہلی تقریر مکرم الحاج عبدالوہاب عیسٰی نیشنل سیکرٹری تحریک جدید کی ''رواداری اور پُر امن بقائے باہمی کی مثال آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ'' کے موضوع پر تھی۔ باہمی رواداری کا جو اعلیٰ معیار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے زیر تربیّت جانثار صحابہ نے دکھایا اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اسلام کی تعلیم میں توحید کی تعلیم سے لے کر ایمانیات، عبادات اور معاشرتی معاملات و معاہدات میں بےنظیر باہمی رواداری نظر آتی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُسوۂ حسنہ سے اس تعلیم کو پیش فرمایا اور صحابہ نے آپ کے ہر فعل کو اپنی زندگی کا مطمح نظر بنایا۔

چوتھے اجلاس کی پہلی تقریر کے بعد نارتھ ایسٹ ریجن کے ممبران نے اپنی مقامی زبان میں نغمات پیش کئے جس کے بعد مکرم الحاج ابوبکر یعقوب، ہیڈ ماسٹر ٹی آئی احمدیہ سکول کماسی نے ''حصول علم ایک مذہبی فریضہ ہے'' کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے علم والوں کی فضیلت بیان کی۔ علم کی اہمیت اور اس کے حصول کی ترغیب کے بارے میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیں۔

مکرم الحاج ابوبکر نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ افریقن ممالک خصوصاً گھانا میں تعلیم کے میدان میں جماعت کی خدمات اور پیش آمدہ چیلنجز کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو علم کی ترویج اور آئندہ آنے والی نسلوں کو علم سے بہرہ مند کرنے کے لئے انتہائی کوشش کرنے کی نصیحت کی۔

دوسری تقریر کے بعد تجانیہ فرقہ کے نمائندہ شیخ محمد Mutawakkil نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے اور ہمارے بعض بنیادی عقائد پر اختلافات ہیں اور رہیں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ایک دوسرے کو برداشت نہ کریں۔ ہم سب کے لئے کامل راہنما حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مکارم اخلاق کے اعلیٰ معیار پر قائم فرمایا تھا۔ ہمارے اختلافات ہمیں ملانے والے ہوں نہ کہ جدا کرنے والے۔ انہوں نے کچھ عرصہ قبل مکرم حافظ شرف الدین صاحب مبلغ سلسلہ گھانا کے ساتھ مقامی ٹی وی پر مناظرہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اس مکالمہ سے جماعت کے عقائد کے بارے میں بہت کچھ سیکھا اور یہی وجہ ہے کہ آج وہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں۔

اس اجلاس کے آخر پر مکرم امیر صاحب گھانا نے امراء کرام نائیجیریا و جرمنی اور ان کے وفود کا جلسہ سالانہ گھانا میں شمولیت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں الوداع کہا۔

اختتامی اجلاس

جلسہ کی اختتامی تقریب شام ساڑھے چار بجے شروع ہوئی۔ اختتامی اجلاس میں سورہ جمعہ کی آیات 1 تا 5 کی تلاوت مکرم حافظ عثمان محمد طالبعلم جامعۃ المبشرین گھانا نے مع انگریزی ترجمہ پیش کی۔ جس کے بعد مکرم شریف بن جعفر طالبعلم جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے دوسرے طلباء کے ہمراہ چھ زبانوں میں اردو منظوم کلام ''خلافت کیا ہے اک فضل عظیم رب رحماں ہے'' کا ایک حصہ عربی، انگریزی اور پانچ مقامی زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ مترنم آواز میں پیش کیا۔ جس کے بعد وولٹا ریجن کے ممبران نے مقامی زبان میں ترانے پیش کئے جس کے بعد مکرم محمد احسان مبلغ سلسلہ سنٹرل ایسٹ ریجن نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ! عائلی زندگی کی جھلک'' کے موضوع پر نہایت ہی پُر اثر تقریر کی۔ آپ نے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کی عائلی زندگی میں سے آپ کی اپنے اہلخانہ سے حسن سلوک، محبت، رحمت و شفقت، درگزر وغیرہ کے واقعات بیان کئے۔

ان کی تقریر کے بعد اشانتی ریجن کے ممبران نے مقامی زبان میں حمدیہ نغمات پیش کئے۔ ان نغمات کے بعد مکرم الحاج احمد سلیمان انڈرسن جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گھانا نے جماعت احمدیہ گھانا کی مختصراً سالانہ رپورٹ پیش کی۔ جس میں انہوں نے عرصہ دوران رپورٹ میں جماعت احمدیہ گھانا کے مختلف شعبہ جات یعنی تحریک جدید، وقف جدید، وصیّت اور تبلیغ کی مساعی کی رپورٹ اختصار کے ساتھ پیش کی۔ اسی طرح احمدیہ سکولوں کے حوالے سے احباب جماعت کو اہم معلومات فراہم کیں۔ باغ احمد کے ترقیاتی منصوبہ پر ہونے والے کام اور آئندہ کے منصوبوں کے بارے میں مختصر رپورٹ پیش کی۔

نصرت جہاں سکیم کے تحت خدمات بجالانے والے ہسپتالوں کی مزید ترقی کے لئے احمدیہ ہیلتھ سروس کے قیام کے بارے میں رپورٹ پیش کی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی 65 احمدی مرد و خواتین کو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی طرح بڑی تعداد میں احباب جماعت کو جلسہ سالانہ یوکے میں بھی شرکت کی توفیق ملی اور اشانتی بادشاہ نے مع آٹھ رکنی وفد کے جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی اور گھانا ٹی وی کے علاوہ CINEPLUS ٹی وی پر جلسہ سالانہ کی نشریات دکھائی گئیں۔ گھانا ٹی وی پر ہفتہ وار جماعتی پروگرام دکھانے کا معاہدہ قبل ازیں دو سال کا تھا جو نومبر 2015ء میں ختم ہو گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیا معاہدہ تین سال کا طے ہوا ہے۔

پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص شفقت سے انٹرنیشنل سطح کا ایم ٹی اے اسٹوڈیو بستان احمد میں زیر تعمیر ہے۔

رپورٹ کے آخر پر عرصہ دوران رپورٹ میں وفات پا جانے والوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے لئے اور اسی طرح نومبر میں ہونے والے ملکی انتخابات میں امن و امان

کی صورتحال کے لئے دعا کی تحریک کی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجالاتے رہنا ہوگا تا کہ اس کے فضل ہمیشہ ہمارے شامل حال رہیں۔

مکرم جنرل سیکرٹری صاحب کی رپورٹ کے بعد مکرم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ زمبابوے کے قائمقام نیشنل پریذیڈنٹ مکرم یوسف انوبی Anubi کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے جلسہ میں پہلے دن سے ہی شمولیت کرنی تھی لیکن بعض وجوہات کے سبب وقت پر نہ پہنچ سکے اور کچھ دیر قبل ہی باغ احمد میں پہنچے ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے انہیں اپنے خیالات کے اظہار کیلئے دعوت دی۔

مکرم یوسف انوبی صاحب نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن قریباً 35 سال قبل آپ کے موجودہ امیر صاحب مولانا محمد بن صالح کے ذریعہ عمل میں آئی تھی۔ ملک کے نامساعد حالات کے سبب تا حال جماعت زیادہ مستحکم نہ ہوسکی ہے۔ لیکن امید ہے اللہ تعالیٰ جلد ایسے سامان پیدا کردے گا کہ زمبابوے میں بھی جماعت مستحکم اور ترقی پذیر ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہیں کہ انہیں آج مسیح پاک علیہ السلام کی جماعت کی اتنی بڑی تعداد دیکھنے کی توفیق مل رہی ہے۔ جب سے جلسہ گاہ میں آیا ہوں اور جو محسوس کیا ہے وہ سب الفاظ میں بتانا مشکل ہے لیکن تمام شاملین جلسہ کے جذبات اور ان کا خاموشی سے جلسہ کی کارروائی سنتے دیکھ کر مجھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یاد دلادی ہے۔ میں نے قلیل عرصہ میں نظام جماعت کے بارے میں بہت کچھ سیکھا ہے اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ چندروز جو میں یہاں گزاروں گا مزید بہت کچھ سیکھ کر یہاں سے جاؤں گا اور امید ہے کہ آئندہ سال زمبابوے سے اور لوگ بھی اس جلسہ میں شامل ہوں گے۔

مکرم یوسف انوبی صاحب کے خیالات کے اظہار کے بعد مکرم امیر صاحب نے جامعۃ المبشرین کے طلباء کو میراتھن ریس میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے پر انعامات تقسیم کئے۔

اختتامی خطاب سے قبل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کے طلباء نے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کا الہام " اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح" کو اردو، انگریزی، عربی اور پانچ لوکل زبانوں میں مترنم انداز سے پیش کیا جس سے پوری فضا پر ایک جوش و ولولہ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اس ترانہ کے بعد مکرم مولانا محمد بن صالح صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ گھانا نے اپنے اختتامی خطاب کی ابتداء سے قبل جماعت احمدیہ گھانا کے بعض احباب کا تعارف کروایا جو اس وقت گھانا کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں یا آئندہ آنے والے انتخابات میں بعض سیاسی پارٹیوں کی طرف سے انہیں بعض حلقوں کے لئے بطور نمائندہ نامزد کیا جا چکا ہے۔ مکرم امیر صاحب نے ان کے تعارف کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک تو یہ کہ ہم ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں کیونکہ جس قدر احمدی مسلمان حکومتی معاملات میں شامل ہوں گے اسی قدر ملک ترقی کرے گا۔

دوسرے ان کو یہ ہمیشہ یاد رکھنا ہوگا کہ یہ صرف اس سیاسی جماعت یا اپنے حلقہ کے لوگوں کی نمائندگی نہیں کر رہے بلکہ بحیثیت فرد جماعت وہ جماعت احمدیہ کی نمائندگی بھی کر رہے ہیں۔

مکرم امیر صاحب گھانا نے اپنے اختتامی خطاب میں کہا کہ پندرہ سو سال قبل عرب کے صحراء میں ایک تنہا آواز توحید خالص کی صدا لے کر بلند ہوئی۔ اللہ نے اسے تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا لیکن اسے اپنے لوگوں نے ہی رَدّ کر دیا۔ چند کمزور و ناتواں لوگوں نے اسے قبول کیا اور مسلسل وہ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی مخالفوں کے ہاتھوں ظلم و زیادتی کا نشانہ بنتے رہے لیکن آخر کار وہ مرد نوجوان یعنی ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی مسلسل کامیاب و کامران ہوتے رہے۔

مکرم امیر صاحب نے کہا کہ ابتداء اسلام سے لے کر فتح مکہ تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتدائی صحابہ کو سخت مصائب و آلام میں سے گزرنا پڑا۔

امیر صاحب نے کہا کہ جماعت احمدیہ کا گھانا میں قیام 1921ء میں ہوا اور ہمارے آباء و اجداد نے جماعت کے استحکام کے لئے یقیناً بہت قربانیاں کیں لیکن اگر ہم میں سے کوئی خیال کرتا ہے کہ اب مزید قربانیوں کی ضرورت نہیں تو وہ بہت بڑی غلط فہمی میں ہے۔ حقیقت میں ابھی تو ہمارا قربانیوں کا سفر شروع ہوا ہے منزل مقصود بہت دور ہے لیکن اگر ہم اخلاص و وفا اور خلافت احمدیہ سے پوری اطاعت کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے قربانیاں کرتے چلے جائیں گے تو وہ دن دُور نہیں جب جماعت احمدیہ گھانا اسلام احمدیت کے عالمی غلبہ میں اہم کردار ادا کرنے والی ہوگی۔ انشاء اللہ۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ جو بھی اس ملک میں آتا ہے وہ جماعت کی ترقی اور استحکام کو دیکھ کر یہی کہتا ہے کہ جماعت احمدیہ گھانا جماعت احمدیہ عالمگیر کے مستقبل میں نمایاں اہم کردار ادا کرے گی۔ تاحال ہم پر اس طرح کے مصائب نہیں آئے جیسے پاکستان یا دوسرے بعض ممالک کے احمدیوں پر آئے ہیں لیکن جب جماعت ترقی کرے گی تو مخالفت بھی بڑھے گی اس لئے ہمیں ہر طرح کی قربانی کے لئے پہلے سے زیادہ تیار رہنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اوّل تحریک جدید اور اب وقف جدید میں بھی جماعت احمدیہ گھانا کو پوری دنیا میں دسویں پوزیشن حاصل ہوئی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا قدم مسلسل ترقی کی جانب گامزن ہے اور انشاء اللہ اسی طرح گامزن رہے گا لیکن اس کے لئے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح سمجھنا اور ادا کرنا ہوگا۔ ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے باغ احمد کا تحفہ ہمیں دیا تھا لیکن ساتھ ہی فرمایا تھا کہ اس کو آباد گھانا جماعت نے خود کرنا ہوگا۔ ہمیں اوّل اس تحفہ کی حفاظت کرنی ہوگی اور پھر اسے خوب ترقی دینی ہوگی۔ اسی طرح نہ صرف بستان احمد میں احمدیہ انٹرنیشنل سکول کو بھی ایک مثالی سکول بنانا ہوگا بلکہ اس طرز کے سکول دوسرے ریجنز میں بھی بنانے ہوں گے کہ جہاں ہمارے بچے دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کرسکیں۔

تمام احباب جماعت کو انفرادی اور اجتماعی طور پر تبلیغ کی ذمہ داری کی طرف بھی پوری توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں امام وقت کو قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائی ہے اس نعمت کی شکرگزاری یہ ہے کہ تمام ملک میں جاء المسیح جاء المسیح کے پیغام کو خوب پھیلائیں۔ جماعت سے تعلق کی قدر کریں اور اس کا حق ادا کریں۔ ہر فرد جماعت ملک کی ترقی اور آئندہ آنے والے انتخابات میں پورے ملک میں امن و امان اور اچھے لیڈروں کے انتخاب کے لئے بہت دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت کی عظیم الشان نعمت سے نوازا ہے۔ اپنے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بابرکت عمر عطا فرمائے اور آپ کے دور خلافت میں اسلام احمدیت کو عظیم الشان ترقیات عطا فرمائے اور ہمیں اس میں شامل ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔

مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت گھانا میں خدمات بجالانے والے تمام مبلغین و واقفین نہایت اخلاص کے ساتھ خدمات بجالا رہے ہیں۔ یہ سب اپنے ملک سے دُور آکر خدمت کر رہے ہیں ان کی عزت کرنا اور ان کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔ ان سب کو خاص طور پر اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ لوکل مبلغین کرام کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور ان کی فلاح و بہبود کا بھی خیال رکھیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور ہم سجدہ ریز ہیں کہ باوجود اقتصادی کمزور حالات کے مسیح پاک کی جماعت کے ہزاروں پروانے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے بہت قربانی کر کے شامل ہوئے ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے شاملین جلسہ کے لئے جو دعائیں کی ہیں اللہ وہ سب آپ کے حق میں قبول فرمائے اور آپ سب کو خیر و عافیت سے اپنے گھروں کو واپس لے جائے۔ اپنی دعاؤں میں تمام عالم اسلام کو یاد رکھیں، پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ دعائیہ اور الوداعیہ کلمات کے بعد مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد تمام جلسہ گاہ فلک شگاف نعروں اور کلمہ طیبہ کے بابرکت ورد سے گونج اٹھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال 36 ہزار سے زائد غلامان مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ گزشتہ سال جلسہ سالانہ گھانا کی حاضری 30 ہزار تھی اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال چھ ہزار کا اضافہ تھا۔ امسال جلسہ سالانہ گھانا میں چار ممالک کے نمائندگان نے شمولیت کی۔

اخبارات و ٹی وی پر جلسہ سالانہ کی کوریج

گھانا کے دونوں بڑے اخبارات یعنی Daily Graphic, Ghana Time نے اور اسی طرح ہفتہ روزہ اخبار The Spectator نے اپنے فرنٹ صفحہ پر تصاویر کے ساتھ جلسہ سالانہ کی خبریں جلی حروف میں لگائیں۔ ان اخبارات نے نائب صدر مملکت گھانا اور مکرم امیر صاحب کے خطابات میں سے اہم پیغامات کا ذکر کیا اور خاص طور پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا احباب جماعت گھانا کے نام جلسہ کے موقعہ پر خصوصی پیغام کا ذکر کیا اور اس کا خلاصہ درج کیا۔ GTV اور بعض دوسرے لوکل ٹی وی اسٹیشن پر بھی جلسہ سالانہ کی خبریں مع وڈیو کلپ دی گئیں۔ بعض احباب نے ذاتی طور پر اس جلسہ کی تصاویر Twitter اور Facebook پر بھی شیئر کیں جس پر دنیا بھر کے احمدی احباب نے گھانا جماعت کو اپنے محبت بھرے تعریفی کلمات سے نوازا۔

ایم ٹی اے اسٹوڈیو گھانا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خاص شفقت سے گزشتہ سال ایم ٹی اے انٹرنیشنل گھانا کا قیام عمل میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال ایم ٹی اے انٹرنیشنل گھانا نے جلسہ سالانہ کے داخلی گیٹ کے سامنے اسٹوڈیو بنایا جس میں مختلف موضوعات پر پینل گفتگو ریکارڈ کی گئیں۔ جناب نائب صدر مملکت کا بھی انٹرویو ریکارڈ کیا گیا اور اسی طرح مکرم امیر صاحب گھانا، مکرم امراء صاحبان نائیجیریا اور جرمنی کا انٹرویو بھی ریکارڈ کیا گیا۔ علاوہ ازیں جلسہ سالانہ کے اہم پروگرامز اور شاملین جلسہ سالانہ کے تاثرات بھی ریکارڈ کئے گئے۔ تمام ریکارڈ شدہ پروگرامز کو گھانا کے نیشنل ٹی وی اور دیگر لوکل ٹی وی چینلز پر دکھایا گیا۔

نمائش اور بک اسٹال

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی جلسہ گاہ کے بالکل سامنے جماعتی نمائش اور بک اسٹال کا انتظام کیا گیا تھا جس میں جماعتی کتب کے علاوہ گھانا جماعت کی تاریخی تصاویر بھی رکھی گئی تھیں جس سے مہمانوں اور نئی نسل نے بہت استفادہ کیا اور احباب جماعت نے قرآن کریم اور دوسری جماعتی کتب بھی خریدیں۔

وصیّت اور AIMS

جلسہ گاہ کے سامنے نمائش کے ساتھ دفتر وصیت گھانا نے اپنا ٹینٹ لگایا تھا جہاں نظام وصیت کے بارے میں معلوماتی چارٹ لگائے تھے۔ موصیان کو ان کے ریکارڈ کے بارے فوری معلومات مہیّا کرنے اور اسی طرح احباب جماعت کو نظام وصیت کے بارے میں معلومات مہیّا کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔

جلسہ گاہ کے داخلی راستہ کے سامنے دائیں جانب AIMS ڈیپارٹمنٹ نے بھی احباب جماعت کی معلومات کے لئے علیحدہ ٹینٹ لگایا تھا جہاں چندہ دہندگان کے ذاتی ریکارڈ، AIMS نظام کے بارے میں معلومات مہیّا کئے جانے کا اور جن احباب کی تاحال رجسٹریشن نہ ہوئی ہے ان کی رجسٹریشن کا انتظام بھی تھا۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ

جلسہ سے دو روز قبل مکرم امیر صاحب نے تمام شعبہ جات کا معائنہ فرمایا اور حسب ضرورت ناظمین کو ہدایات دیں۔

جلسہ کے ایام میں شعبہ تربیت کے کارکنان احباب کو جلسہ کی کارروائی اور نمازوں میں شمولیت کی تلقین کرتے رہے۔ علاوہ ازیں رات کو بروقت سونے اور صبح نماز تہجد اور نماز فجر کے لئے بیدار کروانے کی ذمہ داری بھی بڑے احسن رنگ میں سرانجام دی۔

شعبہ پارکنگ کے مستعد کارکنوں نے ان تین ایام میں عمدہ رنگ میں پارکنگ کا کام سنبھالے رکھا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا نیز مجلس خدام الاحمدیہ کے مستعد اور چاق و چوبند نوجوان نہایت محنت اور لگن سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

حسب روایت بہت سے احباب نے مقام جلسہ میں ہی پرائیویٹ خیمہ جات میں بھی رہائش رکھی۔ بعض احباب نے مقامی ہوٹلوں میں قیام کیا جبکہ جماعتی طور پر ریجنز کے اعتبار سے خواتین اور مرد حضرات کی علیحدہ علیحدہ رہائشگاہیں بھی تیار کی گئی تھیں۔ جلسہ میں شامل ہونے والے لوگوں کے عمومی تاثرات میں عبادت کی طرف توجہ، اتحاد و یگانگت اور تبلیغ کے ایک جوش نظر آتا تھا۔ احباب و خواتین اور بچوں کی ایک بڑی تعداد صبح اجتماعی نماز تہجد اور دیگر نمازوں میں شامل ہوتی رہی اور دروس و تقاریر کو انہماک سے سنتی رہی۔ صفائی، کھانے کے انتظامات اور بازار کی صورت حال میں بھی بہت بہتری نظر آئی۔

قائم شدہ 1952
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 15/دسمبر 2015ء بروز منگل نماز ظہر وعصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **محترمہ بشریٰ خاتون صاحبہ (اہلیہ مکرم طاہر احمد تنویر صاحب۔ لندن)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 4 دسمبر 2015 کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم عابد حسین صاحب مرحوم آف بھاگلپور کی بیٹی تھیں۔ آپ کی فیملی مخالفت کی وجہ سے بھاگلپور سے قادیان شفٹ ہوئی جہاں حضرت مولوی عبدلراحمان جٹ صاحب رضی اللہ عنہ نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ شادی کے بعد سکھر میں آباد ہوئیں۔ آپ بہت ملنسار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، انتہائی سادہ طبیعت کی مالک، سب کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرکز سے آنے والے جماعتی مہمانوں کی بڑی خوش دلی سے مہمان نوازی کیا کرتیں۔ جماعت کے ساتھ اور خصوصاً خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ 2 بیٹے اور 5 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ ناصرہ حیدر صاحبہ (اہلیہ مکرم اقبال حسین صاحب۔ نائب صدر۔ لانڈھی کراچی) 10 مئی 2015ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جماعتی کاموں میں پیش پیش اور چندوں میں باقاعدہ، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ سکول کے عملہ کو گھر بلا کر دعوت الی اللہ کرتیں اور ان کی غلط فہمیاں دور کیا کرتی تھیں۔

(2) مکرمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد جمیل صاحب مرحوم۔ راولپنڈی) 5 اکتوبر 2015ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے تین سال معاونہ صدر لجنہ راولپنڈی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، جماعتی چندوں کی بروقت ادائیگی کرنے والی، مہمان نواز، نیک، دیندار اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم ارشاد احمد دانش صاحب مربی سلسلہ (ٹنچ بھاٹہ راولپنڈی) کی والدہ تھیں۔

....

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 22/دسمبر 2015ء بروز منگل نماز ظہر وعصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم چوہدری منور احمد صاحب۔ آف مانچسٹر یوکے (ابن مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب مرحوم سابق ناظر دیوان و آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 19 دسمبر 2015ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1989ء میں پاکستان سے یوکے آئے اور مانچسٹر میں رہائش پذیر ہوئے۔ آپ نظارت علیا ربوہ میں بطور کارکن خدمت بجالاتے رہے۔ مانچسٹر میں آپ کو سیکرٹری مال، سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید اور زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی ملی۔ بچوں کی اچھی تربیت کی۔ خلافت سے عشق اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ۔ آف جرمنی (اہلیہ مکرم محمد روشن صاحب۔ آف واسو۔ منڈی بہاؤالدین) 19 ستمبر 2015ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو پاکستان میں لمبا عرصہ مقامی سطح پر صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے سینکڑوں احمدی، غیر احمدی بچے بچیوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا۔ خود بھی باقاعدگی سے روزانہ کئی پاروں کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔ قرآن پاک پڑھانے کی وجہ سے آپکو تبلیغ کا بہت موقع ملا۔ ان کے علاقے کے لوگ انہیں اپنے استاد کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آپ بہت شفیق، غریب پرور، صلہ رحمی کرنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلیفۂ وقت اور نظام جماعت سے گہری محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ پروفیسر ڈاکٹر امۃ النصیر سمیع صاحبہ (اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد اسلم صاحب۔ لاہور) 6 دسمبر 2015ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ خالد احمدیت حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم کی نواسی اور مکرم ڈاکٹر عبد السمیع صاحب مرحوم آف لاہور کی بیٹی تھیں۔ آپ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور کے شعبہ امراض چشم سے منسلک تھیں۔ آپ کو اپنے حلقہ میں لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری خدمت خلق کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ جماعت کی طرف سے لگنے والے میڈیکل کیمپس میں بھی خدمات پیش کرتی رہیں۔ آپ نیک، عبادت گزار، خدمت خلق کے کاموں میں پیش پیش، بہت ملنسار، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ والد کی وفات کے بعد 10 سال تک اپنی والدہ کی بہت عمدہ رنگ میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) کی بھانجی تھیں۔

(3) مکرمہ امۃ الرشیدہ صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد الرشید بھٹی صاحب۔ میر پور خاص۔ سندھ) 9 دسمبر 2015ء کو طویل علالت کے بعد بعارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کی پابند، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر عطاء المنان خالد صاحب طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں خدمت بجالا رہے ہیں۔

(4) مکرمہ نور النساء بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مولوی محمد صاحب مرحوم۔ سابق نیشنل امیر جماعت بنگلہ دیش) 12 دسمبر 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو ایک خواب کی بناء پر بیعت کی توفیق ملی۔ آپ صوم وصلوۃ کی پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، بہت مہمان نواز، غریب پرور، صدقہ وخیرات کرنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے علاوہ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحبؓ اور حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ جیسے بزرگان سلسلہ کی مہمان نوازی کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم صالح احمد صاحب مربی سلسلہ ہیں جو آجکل جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش میں استاد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرم مشہود انور ملک صاحب (المعروف منشا بھائی بجلی والے۔ ربوہ)

28 اگست 2015ء کو طویل علالت کے بعد 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں مولا بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور مکرم غلام سرور بھیروی صاحب کے بیٹے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، نہایت ایماندار، صابر وشاکر، نیک اور مخلص انسان تھے۔

(6) مکرمہ طاہرہ فردوس صاحبہ (اہلیہ مکرم غضنفر حسین چٹھہ صاحب شہید۔ انسپکٹر بیت المال آمد۔ ربوہ)

گزشتہ دنوں 53 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوۃ کی پابند، پرہیزگار، صابرہ وشاکرہ، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ 2008ء میں اپنے شوہر کی شہادت کے بعد تمام مشکلات کا نہایت صبر اور بہادری سے مقابلہ کیا۔ آپ کے ایک بیٹے عزیزم عبد الحئی غضنفر چٹھہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

بقیہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب 'براہین احمدیہ' ان تمام اعتراضات کا جواب ہے...... از صفحہ 4

مذاہب کے لوگوں کو آپ کے متعلق کوئی علم ہی نہ تھا۔

پھر فرمایا: وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَاتُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔ اَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقْ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبْ (براہین احمدیہ صفحہ 507-506) یہ مدنی آیات ہیں اور منافقوں کے متعلق قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ اور منافق اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب ایک طرف جماعت کے غلبہ کے آثار ہوں اور دوسری طرف دشمن بھی ابھی طاقتور ہو۔ اس حالت کے نتیجہ میں جو پیدائش ہوتی ہے اس کا منافق نام ہوتا ہے۔ جس طرح ہر زمین کی پیداوار الگ الگ ہوتی ہے اسی طرح دینی منافقت کی پیداوار اس موسم میں ہوتی ہے جب دین دنیا کے ایک حصہ پر غالب آجاتا ہے مگر کفر ابھی پوری طرح مغلوب نہیں ہوتا۔ انہیں کفر کا بھی ڈر ہوتا ہے اور دین کا بھی ڈر ہوتا ہے......اور چونکہ اس وقت دو کشتیاں تیار ہو جاتی ہیں منافق چاہتا ہے کہ دونوں کشتیوں میں سوار ہو کر سفر کرتا چلا جائے۔ نہ وہ پوری طرح دین کی طرف آتا ہے اور نہ وہ پوری طرح کفر کی طرف جاتا ہے۔ یہ بھی جرأت نہیں کرسکتا کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرے کیونکہ ڈرتا ہے کہ وہ جیت نہ جائیں اور یہ بھی جرأت نہیں کرسکتا کہ کفار کا مقابلہ کرے کیونکہ ان کے متعلق بھی اسے خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو وہ جیت جائیں۔ پس فرماتا ہے ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جب تیری جماعت ترقی کرتے کرتے کفار کے مقابلہ میں ایک ترازو پر آجائے گی جیسے اِس وقت قادیان میں حالت ہے۔ اُس وقت تیری جماعت میں منافقوں کا ایک گروہ پیدا ہو جائے گا جو اِدھر تجھ سے تعلق رکھے گا اور اُدھر کفار سے تعلق رکھے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نفاق کی کوئی صورت ہی نہیں تھی۔ قادیان میں وہی شخص آتا تھا جو لوگوں سے ماریں کھانے کے لئے تیار ہوتا تھا۔ مگر اب چونکہ جماعت ترقی کر کے دشمن کے مقابلہ میں ترازو کے تول کی مانند کھڑی ہو گئی ہے اس لئے منافقین کا بھی ایک عنصر پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ 1934ء میں جب احرار نے شورش برپا کی اور گورنمنٹ کے بعض افسروں نے بھی ان کی پیٹھ ٹھونکنی شروع کر دی تو اس وقت ہماری جماعت میں سے بعض منافق احرار سے جا کر ملتے تھے اور ہمیں ان کی نگرانی کرنی پڑتی تھی۔ اور ابھی تو یہ پیشگوئی صرف قادیان میں پوری ہوئی ہے **جب بیرونی مقامات پر بھی جماعت نے ترقی کی اور کفر کے مقابلہ میں اس نے طاقت پکڑنی شروع کر دی تو اس وقت وہاں بھی ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے۔ پھر اور ترقی ہوگی تو بیرونی ممالک میں اس پیشگوئی کا ظہور شروع ہو جائے گا۔ کبھی یورپ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی، کبھی امریکہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی، کبھی چین اور جاپان میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی اور کبھی مصر اور شام اور فلسطین وغیرہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔** غرض 1884ء میں جب نہ لوگوں کی مخالفت کا کوئی خیال تھا، نہ یہ خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کسی دن دنیا میں ایک بہت بڑی جماعت قائم ہو جائے گی۔ وہ جماعت ترقی کرے گی اور جب وہ کفار کے مقابل میں ایک ترازو کے تول پر آجائے گی تو اس وقت بعض منافق پیدا ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ باتیں اُس وقت کسی کے وہم اور گمان میں بھی نہیں آسکتی تھیں۔

پھر فرماتا ہے تَلَطَّفْ بِالنَّاسِ وَ تَرَحَّمْ عَلَیْھِمْ اَنْتَ فِیْھِمْ بِمَنْزِلَۃِ مُوْسیٰ وَاصْبِرْ عَلیٰ مَا یَقُوْلُوْنَ (براہین احمدیہ۔ صفحہ 508) تُو لوگوں کے ساتھ رفق اور نرمی سے پیش آ اور تُو ان پر رحم کر۔ تو ان میں ایسا ہی ہے جیسے موسیٰؑ اپنی قوم میں تھا اور جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس پر صبر کر۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ جو حالات موسیٰ کے ساتھ پیش آئے تھے وہی تیرے ساتھ پیش آنے والے ہیں۔ تیری مخالفت میں بھی لوگوں کی طرف سے بہت کچھ کہا جائے گا۔ تیرا فرض ہے کہ تو صبر سے کام لے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر الہامات واقعہ کے بعد بنا لئے جاتے ہیں تو براہین احمدیہ میں یہ بات کس طرح چھپ گئی۔

پھر الہام ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (صفحہ 590) کیا تیرے ماننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ محض اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور وہ آزمائش میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ اگر وہ ایسا خیال کرتے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے۔ ان پر بڑے بڑے مظالم کئے جائیں گے، بڑے بڑے مصائب ان کو برداشت کرنے پڑیں گے اور جب وہ ان امتحانات میں پورے اتریں گے تب انہیں خدا تعالیٰ کے حضور مومن سمجھا جائے گا۔

یہ تمام الہامات جن کو اوپر پیش کیا گیا ہے ان میں سے کوئی ایک الہام بھی ایسا نہیں جو 1884ء کے واقعات پر چسپاں ہو سکتا ہو بلکہ یہ تمام الہامات وہ ہیں جن میں آئندہ رونما ہونے والے واقعات کی خبر دی گئی ہے۔

اسی طرح اور بھی کئی الہامات ہیں جو آئندہ واقعات پر مشتمل ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1903ء میں رؤیا دیکھا کہ "زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں ہے" (تذکرہ صفحہ 430)۔ **اب اگر یورپین مستشرقین کی یہ بات صحیح ہے کہ الہامات ہمیشہ واقعات کے بعد گھڑ لئے جاتے ہیں تو اس الہام کی بنا کن واقعات پر ہے؟** 1903ء میں کون سے ایسے حالات تھے جن کی بناء پر یہ کہا جاسکتا تھا کہ روس کی حکومت ہمارے قبضہ میں آجائے گی۔ اُس وقت تو ظاہری حالات کی بناء پر یہ کہنا بھی مشکل تھا کہ گورداسپور کے ضلع میں ہمیں غلبہ حاصل ہو جائے گا کجا یہ کہ روس کی حکومت ملنے کا دعویٰ کیا جاتا اور یہ وہ پیشگوئی ہے کہ اب تک بھی اس کا خفیف سے خفیف اثر نہیں ظاہر ہوا۔ لیکن جب یہ پوری ہوگی دشمن ہزاروں بہانے یہ ثابت کرنے کے لئے بنائے گا کہ یہ بعد میں بنائی گئی ہے۔

غرض **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ ان تمام اعتراضات کا جواب ہے جو مستشرقین یورپ قرآن کریم کے متعلق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آیات جن میں پیشگوئیوں کا ذکر پایا جاتا ہے اس زمانہ کی ہیں جب وہ واقعات دنیا میں ظاہر ہو چکے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے تو تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ثابت کرو کہ آپ نے جو پیشگوئیاں کی ہیں وہ واقعات کے ظہور کے بعد کی ہیں۔ اور اگر تم یہ ثابت نہیں کر سکتے تو تمہیں غور کرنا چاہئے کہ اگر ایک شخص جو اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کہتا ہے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر قبل از وقت غیب کی خبروں سے دنیا کو اطلاع دے سکتا ہے تو اس کا آقا کیوں ایسی خبریں نہیں دے سکتا تھا؟ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں دنیا کی تمام مخالفتوں اور منصوبوں اور شرارتوں کا ایسی حالت میں ذکر کر دیا گیا ہے جب سب دنیا آپ کی تائید میں تھی تو قرآن کریم میں کیوں ایسے مضامین قبل از وقت نہیں آسکتے تھے؟**

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود سے ان تمام حملوں کا ایسا جواب دے دیا ہے کہ اب دشمن کو منہ کھولنے کی جرأت ہی نہیں ہو سکتی"۔

(تفسیر کبیر جلد نہم۔ زیر سورۃ العلق۔ صفحہ 237 تا 242)

☆......☆......☆

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

بیلجیم

واقفین اور واقفات نَو بیلجیم کا سالانہ اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ وقف نَو بیلجیم کو 7 تا 8 نومبر 2015ء وقفِ نَو کا سالانہ اجتماع بمقام بیت السلام برسلز منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

عمر کے لحاظ سے بیلجیم میں مقیم 7 سے 17 سال کے کُل وقفِ نَو بچوں اور بچیوں کے چار گروپس بنائے گئے تا کہ مقابلہ جات ہم عمر بچوں اور بچیوں کے درمیان کروائے جائیں۔

مکرم منیر احمد انجم صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو بیلجیم کی رپورٹ کے مطابق 7/نومبر 2015ء کو صبح 11 بجکر 30 منٹ پر افتتاحی اجلاس کا آغاز مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بیلجیم کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ فرنچ اور اردو ترجمہ کے بعد کلام محمود میں سے چند اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھے گئے۔

بعدازاں مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب امیر جماعت بیلجیم نے وقف نَو کے بارہ میں مختصر تقریر کی اور آخر پر دعا کروائی۔

دعا کے بعد علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ دونوں روز درج ذیل مقابلہ جات کروائے گئے: تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، ترجمۃ القرآن، نماز سادہ و باترجمہ، قرآن کریم ناظرہ، نظم، قصیدہ، دینی معلومات، احادیث و الہامات، تقاریر اردو، فرنچ، فلیمش اور حفظ الادعیہ۔

واقفات نَو کے مقابلہ جات صدر لجنہ اماء اللہ بیلجیم اور اُن کی ٹیم نے لجنہ ہال میں کروائے۔

درج ذیل ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے: تیز دوڑ، پنجہ آزمائی، کلائی پکڑنا، مرغ لڑائی اور رسہ کشی۔

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا تھا۔ نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا درس مکرم محمد ظفر اللہ سلام صاحب مربی سلسلہ نے دیا۔

8 نومبر بروز اتوار نماز ظہر و عصر کے بعد اختتامی اجلاس کا آغاز مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اردو اور فلیمش ترجمہ کے بعد مکرم ظفر خان صاحب سیکرٹری اجتماع نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں منیر احمد انجم نیشنل سیکرٹری وقف نو بیلجیم نے واقفینِ نَو کو مختصر نصائح کیں۔ آپ نے واقفین نو کو جامعہ احمدیہ جانے کی تلقین کی۔

اس کے بعد پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے واقفین نو اور واقفات نو کو انعامات دیئے گئے۔ تقسیم انعامات کے بعد مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بیلجیم نے اختتامی تقریر کی۔ آپ نے واقفین نَو کو جھوٹ سے پرہیز کرنے اور ہمیشہ سچ بولنے کی تاکید کی اور حضرت خلیفۃ المسیح کی نصائح پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ آخر پر آپ نے دعا کروائی جس کے ساتھ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

رخصت کے وقت چھوٹے بچوں کو گفٹ پیک (gift pack) بھی دیئے گئے۔

اجتماع میں واقفاتِ نَو اور واقفینِ نَو کی کُل حاضری 85% رہی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام واقفین نو کو اپنے وقف کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اُسے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مقدونیہ

Humanity First جرمنی کی طرف سے مقدونیہ میں مہاجرین کی خدمت

2015ء میں مہاجرین کی یورپ کے مختلف ممالک میں بکثرت آمد ہوئی۔ مہاجرین یورپ میں ترکی، یونان، مقدونیہ سے داخل ہوتے ہوئے دیگر ممالک کی طرف گئے ہیں۔

مکرم وسیم احمد سروعہ صاحب مبلغ سلسلہ مقدونیہ کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق یونان اور مقدونیہ کی سرحدوں پر مہاجرین کے اندراج کے لئے کیمپس (Camps) لگے ہوئے ہیں۔ کیمپ کی انتظامیہ سے بات کرنے کے بعد Humanity First نے یہ فیصلہ کیا کہ کیمپس پر مہاجرین کی خدمت کے لئے چائے اور Coffee کا انتظام کیا جائے۔ چنانچہ اکتوبر 2015ء میں اس کارِخیر کا آغاز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے Humanity First کے سٹال کی جگہ سب سے پُرسکون ہے اور مختلف جگہوں پر کام کرنے والے کارکنان سٹال پر آتے ہیں اور اس ذریعہ سے جماعت کا وسیع تعارف بھی ہو رہا ہے۔ اور یورپ کے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والا میڈیا کئی مرتبہ انٹرویو بھی لے چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقدونیہ کے ایک TV چینل پر ایک انٹرویو دکھایا جا چکا ہے۔ الحمدللہ۔

07/فروری 2016ء کو مقدونیہ کے صدر مملکت مکرم Gjorge Ivanov نے کیمپ کا دورہ کیا اور Humanity First کے سٹال پر آکر چند سوالات کئے اور چائے بھی پی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ خدمت تا حال جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ کارکنان کو جزائے خیر سے نوازے اور احسن رنگ میں بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کروشیا

مکرم زبیر خلیل خان صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کروشیا کو اڑتیسویں بین الاقوامی بک فیئر منعقدہ 10 تا 15 نومبر Interliber 2015ء زاغرب میں کامیاب شرکت کی توفیق ملی۔

سٹال پر چالیس مختلف زبانوں پر مشتمل تراجم قرآن کریم کے نسخے سٹال کی زینت تھے جو خاص طور پر لوگوں کی توجہ کا باعث بنے۔ کروشین اور بوزنین زبانوں میں کتب اور پمفلٹ بھی اسٹال پر رکھے گئے جن میں سے بعض کے اسماء

درج ذیل ہیں:

لائف آف محمدؐ، اسلامی اصول کی فلاسفی، مسیح ہندوستان میں، World Crisis and the Pathway to Peace، وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے Capitol Hill، یورپین پارلیمنٹ، برٹش پارلیمنٹ اور ڈچ پارلیمنٹ کے خطابات پر مشتمل pamphlets کو ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ 13 نومبر کو پیرس میں دہشت گرد حملوں کی وجہ سے 14 نومبر کو جماعت کے سٹال پر غیر معمولی رش رہا اور لوگ ہمارے سٹال پر آکر اس واقعہ کے بارہ میں تبصرہ کرتے رہے کیونکہ اِس بین الاقوامی بُک فیئر میں اسلام اور مذہبی کتب سے تعلق رکھنے والا یہ واحد سٹال تھا۔ الحمدللہ۔

میڈیا کے نمائندگان بھی آتے رہے اور اسٹال کی کوریج کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ اِس کوشش کے بہترین نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

تنزانیہ (مشرقی افریقہ)

تنزانیہ کے صوبہ Mbeya میں کامیاب فٹبال ٹورنامنٹ کا انعقاد

جماعت احمدیہ Mbeya کو اپنی پہلی مسجد ”مسجد ناصر“ کے افتتاح کے حوالہ سے ایک کامیاب فٹبال ٹورنامنٹ Mbata کے علاقہ میں ہائی سکول کی گراؤنڈ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی جس کا مقصد اپنے علاقہ کے لوگوں کو بالعموم اور نوجوانوں کو بالخصوص مسجد سے متعارف و مانوس کروانا اور مسجد کے افتتاح کی خوشیوں میں شامل کرنا تھا۔ یہ ٹورنامنٹ 19 تا 27 نومبر 2015ء منعقد کیا گیا جس کا نام Ahmadiyya Cup رکھا گیا۔ شہر کی تیس سے زائد ٹیموں میں سے آٹھ ٹیموں کا انتخاب کیا گیا۔

مکرم کریم الدین شمس صاحب مبلغ سلسلہ Mbeya کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق ڈپٹی کمشنر مکرم Nyarembe D. Munasa اور ان کے کھیلوں کے مینیجر کی اس ٹورنامنٹ پر خصوصی توجہ رہی۔ ٹورنامنٹ کا فائنل میچ 27 نومبر شام پانچ بجے Vijana FC اور MBASPO کی ٹیموں کے درمیان شہر کی سب سے بڑی گراؤنڈ Sokoine کے سٹیڈیم میں کھیلا گیا۔ یہ سٹیڈیم تنزانیہ کے سابق مرحوم وزیر اعظم محترم Eduward Moringe Sokoine کی یاد میں بنایا گیا ہے۔ Mbeya City FM نے اس فائنل میچ کو براہ راست کمنٹری کے ساتھ نشر کیا۔ کمنٹری کے دوران متعدد مرتبہ جماعتی سلوگن ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ بلند کیا گیا۔ اس طرح یہ محبت بھرا پیغام Mbeya کے ایک ملین لوگوں تک پہنچا۔ وقفہ کے دوران مکرم کریم الدین شمس صاحب مبلغ سلسلہ Mbeya کا خصوصی انٹرویو بھی لیا گیا۔

مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مشنری انچارج تنزانیہ اور Mbeya شہر کے ڈپٹی کمشنر مکرم Nyarembe D. Munasa صاحب فائنل میچ کے مہمانان خصوصی تھے۔ فائنل میں دونوں ٹیموں نے نہایت شاندار کھیل پیش کیا اور آخر پر penalties کے ذریعہ Vijana FC کی ٹیم فاتح قرار پائی اور احمدیہ کپ 2015ء جیت لیا۔ فاتح ٹیم کو مسجد ناصر کے افتتاح کے موقع پر 28/نومبر 2015ء کو تین لاکھ شلنگ اور دوم پوزیشن حاصل کرنے والی ٹیم کو دو لاکھ شلنگ نقد بطور انعام دیا گیا۔

فائنل کے اختتام پر ایک مختصر مگر نہایت پُر وقار تقریب منعقد کی گئی۔ اس تقریب میں صوبہ Mbeya کے فٹبال چیئرمین مکرم Haroub Suleaiman صاحب نے کہا کہ جماعت کا مقصد اسلام کی سچی اور پُر امن خوبصورت تعلیم کو عملی طور پر دکھانا ہے اور اس کام میں جماعت احمدیہ صف اوّل میں ہے۔ آپ نے اس کامیاب ٹورنامنٹ کے انعقاد پر جماعت کا شکریہ ادا کیا اور تہِ دل سے مبارکباد بھی دی۔

شہر کے ڈپٹی کمشنر مکرم Nyarembe D. Munasa صاحب نے جماعت احمدیہ کے رفاہی و فلاحی کاموں کو سراہتے ہوئے اس ٹورنامنٹ کے انعقاد پر خراجِ تحسین پیش کیا اور کہا کہ جماعت احمدیہ دنیا بھر میں امن و آشتی کے قیام و استحکام کے لئے زبردست کام کر رہی ہے۔ آپ نے جماعت کے معاشرتی استحکام کی کوششوں کا ذکر بھی کیا۔ اس تقریب کو بھی Mbeya City FM نے نشر کیا۔

☆......☆......☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم چوہدری عبدالقدیر چٹھہ صاحب درویش قادیان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17؍اکتوبر 2011ء میں مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ نے اپنے والد محترم چوہدری عبدالقدیر چٹھہ صاحب درویش قادیان ابن محترم چوہدری سردار خان چٹھہ مرحوم کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم چودھری عبدالقدیر چٹھہ صاحب 1927ء میں موہلنکے چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے حاصل کی۔ پھر قادیان میں تعلیم مکمل کی اور وہیں دفتر ایم این سینڈیکیٹ میں بطور اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ خدمت بجالانے لگے۔

جولائی 1947ء میں آپ کی شادی آپ کی کزن محترمہ امۃ القیوم صاحبہ بنت مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب آف چک 35 ضلع سرگودھا سے ہوئی۔ لیکن چند دن بعد ہی تقسیم ہند ہوگئی۔ آپ کو قادیان سے ایسا عشق تھا کہ چند دن کی دلہن چھوڑ کر حضرت مصلح موعودؓ کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے حفاظتِ مرکز کے لئے قادیان پہنچ گئے۔ آپ کی اہلیہ سات سال کے بعد قادیان بھجوائی جاسکیں۔

قادیان سے آپ کو بہت محبت تھی۔ اگر کبھی سفر پر بھی جاتے تو واپس قادیان جانے کی جلدی ہوتی۔ قادیان پہنچ کر کہا کرتے تھے کہ مجھے سکون مل گیا ہے۔ آپ کی وفات 13؍اپریل 1987ء کو پاکستان میں ہوئی جب آپ بیٹے کی شادی کے سلسلہ میں وہاں گئے ہوئے تھے۔ آپ کی خواہش کے مطابق جنازہ قادیان لایا گیا اور اگلے روز بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تعزیتی تار میں فرمایا کہ ''جماعت ایک شجاع اور مخلص خادم سے محروم ہوگئی''۔

محترم چودھری عبدالقدیر چٹھہ صاحب حقیقت میں درویش صفت انسان تھے۔ ہروقت ذکرالٰہی کرنے والے، تہجدگزار، پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرنے والے، کثرت سے درود شریف اور استغفار کرنے والے، خدا پر کامل توکّل کرنے والے، دعاگو، بہت سادہ، حلیم، صابر اور عاجز انسان تھے۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے ہردلعزیز تھے۔ احمدیوں کے علاوہ اکثر ہندوسکھ بھی اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھواتے تھے۔ چنانچہ غیرمسلموں کی کثیر تعداد بھی آپ کے جنازہ میں شامل ہوئی جن میں سابق وزیر مکرم سردار ستنام سنگھ باجوہ صاحب بھی شامل تھے۔ اُن کی بیگم صاحبہ نے بھی اپنا کچھ زیور آپ کے پاس بطور امانت رکھوایا ہوا تھا۔ جو آپ نے اپنے آخری سفر پر پاکستان جانے سے ایک روز قبل خود لے جاکر اُن کے سپرد کردیا۔

آپ کی ایک بہت بڑی صفت ضرورتمندوں کا خیال رکھنا تھا۔ سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ خلافت کے ساتھ عقیدت اور محبت سے لبریز تھے۔ جماعت کا کوئی کام ہو رات ہو یا دن ہمیشہ تیار رہتے اور بڑی محنت اور جذبہ کے ساتھ اس کو سرانجام دیتے۔

آپ ایک مثالی شوہر اور نہایت ہی شفیق باپ بھی تھے۔ بچوں کی چھوٹی چھوٹی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتے لیکن تربیت کا بڑا خیال رہتا۔ نمازوں اور چندوں کی ادائیگی اور خلافت سے محبت کی تلقین کرتے رہتے۔ تینوں بچوں کی وصیت اپنی زندگی میں ہی کروادی تھی۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم چوہدری عبدالواسع چٹھہ صاحب زندگی وقف کرکے نائب ناظر امور عامہ اور جماعتی نمائندگی میں میونسپل کونسلر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

محترم عبدالقدیر چٹھہ صاحب زمانہ درویشی میں سب سے پہلے نظارت امور عامہ میں بطور کلرک خدمت بجالاتے رہے اور رشتہ ناطہ کا کام بھی آپ کے سپرد رہا۔ بعدازاں آپ محاسب صدرانجمن احمدیہ اور پھر ناظر مال خرچ اور افسر لنگرخانہ کی خدمت تازندگی بجالاتے رہے۔ اس دوران تین سال کے لئے وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور کئی مرتبہ قائمقام ناظراعلیٰ و امیر مقامی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ نیز قادیان میں جماعتی جائیداد سے متعلق و دیگر اہم امور کے سلسلہ میں مختلف سرکاری محکموں اور اعلیٰ افسران سے ملاقات کے لئے بھجوائے جانے والے وفود میں شامل رہے۔

مکرم میر عبدالرشید تبسم صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10 اکتوبر 2011ء میں شامل اشاعت ایک مضمون میں مکرمہ محمودہ بشریٰ صاحبہ نے اپنے والد محترم میر عبدالرشید تبسم صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم میر عبدالرشید تبسم صاحب سابق نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ 10؍اکتوبر 1944ء کو پونچھ (کشمیر) میں محترم حکیم عبدالرحیم صاحب (معلّم اصلاح و ارشاد) کے ہاں پیدا ہوئے۔ پرائمری کی تعلیم کوٹلی میں حاصل کی۔ پھر تعلیم کی خاطر ربوہ آگئے اور میٹرک کرنے کے بعد 1961ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

1968ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ اسی دوران مولوی فاضل اور ایف۔اے کے امتحانات بھی پاس کئے۔ چھ ماہ دفاتر صدرانجمن احمدیہ میں کام کرنے اور بیرون از ربوہ مختلف جماعتوں میں تربیتی امور بجالانے کی توفیق ملی۔ یکم مئی 1969ء سے اکتوبر 1971ء تک مربی ضلع بہاولنگر رہے۔ پھر 30 مئی 1972ء تک بطور مربی ضلع لاہور ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق ملی۔ بعد ازاں 4 جون 1972ء کو گھانا بھجوائے گئے جہاں سے مارچ 1980ء میں واپسی ہوئی۔ اگست 1980ء تا جولائی 1982ء بطور مربی ضلع شیخوپورہ خدمات بجا لانے کا موقع ملا۔ وسط 1982ء میں ہالینڈ بھجوائے گئے۔ جنوری 1984ء میں ہالینڈ سے واپسی ہوئی اور 4 فروری 1984ء کو آپ کو حیدرآباد سندھ میں بطور مربی ضلع تعینات کیا گیا۔ ستمبر 1992ء سے مربی ضلع بہاولپور کے طور پر اور جولائی 1994ء میں گلشن اقبال کراچی میں متعین ہوئے۔ اگست 1994ء سے کراچی اور سندھ کی دعوت الی اللہ کے نگران مقرر ہوئے۔ یکم نومبر 1996ء کو مربی ضلع راولپنڈی کے طور پر کام شروع کیا۔ 4 جون 2000ء سے مربی ضلع اٹک مقرر ہوئے۔ اگست 2003ء میں نائب ناظر اصلاح وارشاد مقرر ہوئے۔ اسی دوران 22؍اگست 2005ء کو وفات پائی۔

آپ انتہائی فرمانبردار بیٹے، انتہائی پیار و محبت اور احسان کا سلوک کرنے والے شوہر، انتہائی شفیق باپ اور نہایت مخلص و وفادار خادم دین تھے۔

مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 اکتوبر 2011ء میں مکرم چوہدری نوراحمد ناصر صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے والد محترم چودھری محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم چوہدری محمد عبداللہ صاحب کے آباء واجداد سرہندشریف میں زمینداری کے پیشہ سے منسلک تھے لیکن ذاتی دشمنی کی وجہ سے ہجرت کرکے حسن پورکلاں میں ایک سکھ راجہ کے پاس چلے آئے۔ آپ کے والد چودھری نورمحمد صاحب سفید پوش تھے اور علاقہ کے بااثر شخص تھے۔ حضرت چوہدری عبدالقادر صاحبؓ سجووال کے رہنے والے تھے اور فوج میں ڈرائیور تھے۔ اُن کو خیال آیا کہ اگر چودھری صاحب احمدی ہوجائیں تو اس علاقہ میں احمدیت کے پھیلنے میں آسانی ہوجائے گی۔ چنانچہ انہوں نے چودھری نورمحمد صاحب کو تبلیغ شروع کی تو ان کو نہایت مخالف پایا بلکہ اُن کی بدسلوکی بھی برداشت کرتے رہے۔ لیکن اس کے باوجود باقاعدہ آتے اور جماعتی اخبار آپ کے بستر پر رکھ کر چلے جاتے۔ آپ بغیر پڑھے اخبار اپنی اہلیہ کو جلانے کے لئے دیدیتے۔ ایک روز اتفاقاً آپ کی نظر اخبار پر لکھے حرف 'محمدؐ' پر پڑی۔ دیکھا تو یہ شعر لکھا تھا:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

اس شعر نے تو گویا ان کی کایا ہی پلٹ دی۔ سارا اخبار پڑھا اور بیوی سے پوچھا کہ پہلے والے اخبار جلا دیئے ہیں؟ وہ کہنے لگیں رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے سارے اخبار پڑھے پھر حضرت عبدالقادر صاحبؓ کو بلایا اور بذریعہ خط بیعت کرلی۔ پھر اسی سال یعنی 1913ء کے جلسہ سالانہ پر گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی دستی بیعت کی توفیق پائی۔ اسی سال 16؍دسمبر کو آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جلسہ سالانہ پر آپ نے حضورؓ سے نومولود بچے کا نام رکھنے کی درخواست کی تو حضورؓ نے فرمایا: ''مجھے محمد عبداللہ نام بہت ہی پیارا لگتا ہے یہ نام رکھ لیں''۔

محترم چودھری محمد عبداللہ صاحب نے احمدیہ مدرسہ کاٹھگڑھ سے مڈل کیا۔ یہیں سے قرآن کریم کا ترجمہ سیکھا اور قرآن کی محبت دل میں بسائی۔ تلاوت بڑی خوش الحانی سے اور بکثرت کرتے تھے۔ رمضان میں 3 دن میں دَور مکمل کرلیا کرتے تھے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے آپ کی وفات پر کتبہ کی عبارت پر لکھوایا: ''تلاوت قرآن پاک میں خاص شغف رکھتے تھے''۔

تقسیم ہند سے بہت پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے احمدی نوجوانوں کو فوج میں بھرتی ہونے کی تحریک کی اور ایک علیحدہ رجمنٹ ''15 پنجاب احمدیہ رجمنٹ'' بھی منظور کروالی۔ محترم چودھری محمد عبداللہ صاحب نے بھی اس تحریک پر لبّیک کہا۔ آپ فوج میں VCO یعنی وائس کمانڈنگ آفیسر تھے۔ جب حضورؓ نے حفاظت مرکز کی تحریک فرمائی تو آپ نے فوج کی ملازمت چھوڑ دی۔ لیکن آپ چار بھائی تھے اور دیگر بھائی بھی اس تحریک پر لبّیک کہنے کے خواہشمند تھے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کی گئی تو نام چھوٹے بھائی کا نکلا۔ آپ کے کہنے پر دوبارہ قرعہ پھینکا گیا تو بھی نام چھوٹے بھائی کا نکلا۔ آپ کے اصرار پر تیسری بار بھی جب قرعہ چھوٹے بھائی کے نام نکلا تو آپ نے درخواست کی وہ اپنا حق آپ کو دے دیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا کہ پھر میرا بیٹا اپنے ہمراہ قادیان لے جائیں تاکہ مَیں بھی اس تحریک میں حصہ لے سکوں اور اپنا بیٹا (مضمون نگار) میرے پاس چھوڑ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

محترم چودھری محمد عبداللہ صاحب بہت نفاست پسند انسان تھے۔ صاف ستھرے استری کئے ہوئے کپڑے اور سر پر کُلّہ والی پگڑی کلف لگا کر پہنتے۔ شخصیت نہایت بارعب تھی۔ دانتوں کی صفائی کا خاص خیال رکھتے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ اطاعت، فرمانبرداری اور پیار کا سلوک آپ کی صفات کا خاصہ تھا اور ہمیشہ اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ انتہائی دعاگو اور نماز تہجد میں باقاعدہ تھے۔ آخری بیماری میں بھی وضو کرکے نماز تہجد ادا کرتے رہے۔ قادیان کے ساتھ بے انتہا عشق تھا۔ اگر باہر جاتے بھی تو قادیان واپس جانے کے لئے بے چین رہتے۔

آپ کی ایک بڑی صفت یتیموں کے ساتھ حسن سلوک تھا۔ خاکسار کی اہلیہ مرحومہ سیدہ مریم صدیقہ اپنے والد محترم سیّد لیاقت حسین شہید صاحب کی شہادت کے بعد اپنے تین بھائیوں کے ساتھ بچپن میں قادیان آگئیں تو آپ نے اُن کی پرورش بڑے احسن طریق سے کی اور اپنے بچوں کی طرح پڑھایا۔ اوران کی شادی اس غرض سے میرے ساتھ کی کہ کہیں کوئی اَور یتیم بچی سمجھ کر ظلم نہ کرے۔

مہمان نوازی آپ کا ایک اَور وصف تھا۔ جلسہ کے دنوں میں اپنا گھر وقف کردیتے اور مہمانوں کی ہرضرورت کا خیال رکھتے۔ آپ کی بڑی خواہش تھی کہ آپ کی ساری اولاد زندگی وقف کرے۔ مجھے بھی آپ نے وقف کیا لیکن حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا کہ تمہارا وقف یہ ہے کہ تم اپنے درویش والد کی خدمت کرو۔ چنانچہ خاکسار نے ہمیشہ اس نصیحت کا خاص خیال رکھا اور پھر اپنے ابا جان کی خواہش کے مطابق اپنے بیٹوں کو وقف کیا۔ چنانچہ میرا بڑا بیٹا منصور احمد ناصر M.Sc. فزکس کرکے پندرہ سال سے مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت لائبیریا میں خدمت بجالا رہا ہے۔ اور چھوٹا بیٹا مسرور احمد ظفر مربی سلسلہ 7 سال پاکستان میں رہنے کے بعد گزشتہ 12 سال سے گھانا میں خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔

آپ کو افسر لنگرخانہ قادیان، محاسب صدر انجمن احمدیہ، نائب ناظر دعوت الی اللہ اور نائب ناظر اعلیٰ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ کے طور پر آپ کو بہشتی مقبرہ کی تزئینِ نَو کی سعادت ملی۔

آپ نے مختلف اوقات میں پانچ شادیاں کیں جن سے آپ کے 6 بیٹے اور 7 بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے مکرم مولانا نورالدین صاحب مربی سلسلہ قادیان میں لائبریرین کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ دیگر اولاد بھی مختلف خدمات بجالانے کی سعادت حاصل کررہی ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15 ستمبر 2011ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کا ایک قطعہ بعنوان ''خلافت کی رِدا'' ملاحظہ فرمائیں:

دُھوپ کتنی ہو خلافت کی رِدا
سایہ افگن ہے سروں پر شان سے
دستِ شفقت پھر بچاتا ہے ہمیں
غم کی آندھی، بے جہت طوفان سے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

March 25, 2016 – March 31, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 25, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat: Surah As-Saaffaat, verses 137-163 and verses 164-183 with Urdu translation.
00:30	Dars Majmooa Ishteharaat
00:50	Yassarnal Quran: Lesson no. 71.
01:10	National Peace Symposium: Rec. March 19, 2016
02:35	Spanish Service
03:05	Pushto Muzakarah
03:15	Tarjamatul Qur'an Class: Verses 15-31 of Surah Aale Imraan by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 35. Rec. January 12, 1995.
04:20	Ilmul Abdaan
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 27.
06:00	Tilawat: Surah Saad, verses 1-18 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 72.
07:00	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 26, 2010.
07:45	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on March 19, 2016.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 88.
11:40	Tilawat: Surah At-Tughaabun, verses 1-19.
11:55	Seerat-un-Nabi: A discussion about the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2012.
15:35	Ahmadiyyat In Spain
15:45	In His Own Words
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:10	Seerat-un-Nabi: The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
19:50	Let's Find Out
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday March 26, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Quran
01:05	Jalsa Salana Germany Address
01:45	Ahmadiyyat In Spain
02:10	Friday Sermon: Recorded on March 25, 2016.
03:20	Rah-e-Huda: Recorded on March 19, 2016.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 28.
06:00	Tilawat: Surah Saad, verses 19-28 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words
06:40	Al-Tarteel: Lesson no. 28.
07:10	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 30, 2013.
08:15	International Jama'at News
08:45	Story Time: Programme no. 32.
09:05	Question & Answer Session: Rec. May 24, 1997.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah At-Talaq, verses 1-13.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Waqt Tha Waqtey Masiha: An Urdu discussion about the advent of the Promised Messiah (as).
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 183.
20:30	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday March 27, 2016

00:15	World News
00:30	Tilawat
00:40	In His Own Words
01:10	Al-Tarteel
01:40	Jalsa Salana Germany Address
02:50	Friday Sermon: Recorded on March 25, 2016.
04:00	Waqt Tha Waqtey Masiha
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 29.
06:00	Tilawat: Surah Saad, verses 29-44 with Urdu translation.
06:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 72.
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class: Recorded on March 30, 2013.
07:55	Faith Matters: Programme no. 183.
08:55	Question And Answer Session: Recorded on March 26, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on December 05, 2014.
12:00	Tilawat: Surah At-Tahreem, verses 1-13.
12:10	Aao Husne Yaar Ki Batein Karein [R]
12:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 72.
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 25, 2016.
14:10	Shotter Shondhane: Rec. January 29, 2016.
15:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class [R]
16:25	Guftugu – Mujeeb-ur-Rehman Sahib
16:55	Kids Time: Programme no. 32.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class [R]
19:25	Beacon Of Truth: Rec. December 27, 2015.
20:30	Roots To Branches: The life and character of the Promised Messiah (as).
21:00	Let's Find Out
21:30	Guftugu – Mujeeb-ur-Rehman Sahib [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday March 28, 2016

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Prog. 22.
01:00	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 72.
01:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam Class
02:30	Roots To Branches
03:00	Friday Sermon: Recorded on March 25, 2016.
04:20	Let's Find Out
04:55	Liqa Maal Arab: Session 30.
06:00	Tilawat: Surah Saad, verses 45-63.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'humility'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 28.
07:05	Waqf-e-Nau Ijtema Boys: Rec. February 26, 2011
08:00	International Jama'at News
08:30	Let's Find Out
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on August 01, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on October 30, 2015
11:10	Jalsa Salana Qadian Speech: Recorded on December 27, 2015.
12:00	Tilawat: Surah Al-Mulk, verses 1-31.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:35	Al-Tarteel [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on May 07, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Jalsa Salana Qadian Speech [R]
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promisd Messiah (as).
16:00	Rahe-e-Huda: Recorded on March 26, 2016.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Waqf-e-Nau Ijtema Boys [R]
19:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
19:25	Somali Service
19:55	In His Own Words
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:10	Jalsa Salana Qadian Speech [R]

Tuesday March 29, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:20	Waqf-e-Nau Ijtema Boys
02:15	Kids Time
02:50	Friday Sermon
04:15	Hamari Taleem: On the book 'Kiste-e-Nuh' written by the Promised Messiah (as).
04:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 31.
06:00	Tilawat: Surah Saad, verses 64-89 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishtehara'at
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 73.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal Class: Recorded on March 30, 2013.
08:00	Open Forum
08:30	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on March 26, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on March 25, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Al-Qalam, verses 1-53.
12:15	In His Own Words
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 183.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 06.
15:35	Open Forum
16:05	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as) on the book 'the victory of Islam'.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal Class [R]
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on March 25, 2016.
20:30	Live The Bigger Picture
21:30	Aao Urdu Seekhain
21:45	Faith Matters: Programme no, 183.
22:45	Question And Answer Session [R]

Wednesday March 30, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:25	Dars Majmooa Ishtihirat
00:50	Yassarnal Quran
01:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam & Atfal Class
02:20	Aao Urdu Seekhain
02:35	Aadab-e-Zindagi
03:30	Food For Thought
04:00	Noor-e-Mustafwi: The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
04:15	Australian Service
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 32.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zumar, verses 1-9 with Urdu translation.
06:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 28.
07:05	Peace Symposium: Rec. March 19, 2016.
08:10	The Bigger Picture
09:00	Question And Answer Session: Recorded on February 22, 1987.
10:15	Indonesian Service
11:15	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on March 25, 2016.
12:20	Tilawat: Surah Al-Haaqqah, verses 1-53.
12:35	Al-Tarteel: Lesson no. 28.
13:10	Friday Sermon: Recorded on April 30, 2010.
14:20	Bangla Shomprochar
15:25	Deeni-o-Fiqahi Masail
16:00	Roohani Khazaa'in Quiz
16:20	Faith Matters: Programme no. 182.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Peace Symposium [R]
19:30	French Service
20:35	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:45	Friday Sermon [R]
22:55	Intekhab-e-Sukhan: Rec. March 26, 2016.

Thursday March 31, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
00:55	Al-Tarteel
01:00	Peace Symposium [R]
03:00	Attributes Of Allah
03:45	Faith Matters: Programme no. 182.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 33.
06:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 73.
07:05	Reception At Hilton Hotel: Rec. November 23, 2015.
08:00	In His Own Words
08:30	Tarjamatul Quran Class: Rec. January 18, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
11:25	Ilmul Abdaan
12:00	Tilawat
12:05	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:30	Yassarnal Quran [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on March 25, 2016.
14:00	Live Shotter Shondane
16:00	Persian Service: Programme no. 46.
16:25	Tarjamatul Quran Class [R]
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Reception At Hilton Hotel [R]
19:20	Faith Matters: Programme no. 182.
20:30	Live German Service
21:35	Tarjamatul Quran Class [R]
22:50	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 25 March , 2016 | Issue No. 13

ہمارا جماعتی نظام ایسا ہے کہ اگر مقامی سطح سے شروع کر کے ریجنل اور پھر نیشنل لیول تک کے ممبرانِ عاملہ اپنے آپ میں مثبت تبدیلی لے آئیں تو قدرتی طور پر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پچاس فیصد کے قریب ممبران ایسے ہوں گے جو اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل کرنے والے بن جائیں گے۔

ایک ماں ہونے کے ناطے سے آپ اپنی اولاد کے دلوں میں عبادت کا شوق تبھی پیدا کرسکتی ہیں
جب آپ خود اپنی عبادات کا حق ادا کرنے والی، ساری نمازیں ادا کرنے والی اور اللہ تعالیٰ سے سچے تعلق کا اظہار کرنے والی ہوں۔

ہر احمدی اور لجنہ اماء اللہ کی ہر ممبر کو اُن توقعات کو سمجھنا چاہئے جو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو ہم سے تھیں اور انہیں پورا کرنے کی بھرپور کوشش کریں تا کہ ہم حقیقی اسلام کے سفیر بن جائیں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے جو شرائطِ بیعت مقرر فرمائی ہیں یا جو بھی ہدایات جاری فرمائی ہیں، وہ ہماری نجات اور ہماری زندگیوں میں امن وآشتی پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یہی وہ اقدار ہیں جن کی پہلے سے زیادہ آج دنیا کو ضرورت ہے۔ یہ مخلوق کو اپنے خالق سے ملانے کا ذریعہ ہے۔ یہی ہمارے گھروں میں امن کے قیام کا ذریعہ ہیں۔ یہی اقدار ہیں جو ہمیں اپنی اولاد کے دلوں میں راسخ کرنے کی ضرورت ہے۔

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی افراد جماعت کو ہدایات اور جماعت سے آپ کی بلند توقعات کے حوالہ سے اہم نصائح)

لجنہ اماء اللہ کی ہر ممبر کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑ دے اور باقاعدگی سے اس کے پروگرام دیکھیں۔ کم ازکم اس بات کو یقینی بنائیں کہ میرا خطبہ جمعہ اور خلیفۃ المسیح کے دیگر پروگرام ضرور دیکھیں۔ اور اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ اُن کے بچے بھی بیٹھ کر یہ پروگرام ضرور دیکھیں۔

دنیا کے ہر حصّہ کے لوگ ایم ٹی اے کے ذریعہ سچائی کو پہچان کر احمدیت کی آغوش میں آ رہے ہیں۔

ایسی پاک تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کریں جیسا کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام ہم سے چاہتے تھے۔
آپ علیہ السلام کی ساری تعلیمات قرآنِ کریم کی سچی تعلیم پر مبنی اور اللہ سے قرب پانے کا ذریعہ ہیں۔

لجنہ اماء اللہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 25/اکتوبر 2015ء بروز اتوار بمقام اسلام آباد۔ یوکے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انگریزی زبان میں فرمودہ خطاب کا اردو ترجمہ۔

تشہد تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ یوکے کا سالانہ نیشنل اجتماع آج اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ آپ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات وہ خواتین اور لڑکیاں ہیں جنہوں نے امامِ وقت حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو مانا ہے۔ اس بات کو ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے جس جماعت کی بنیاد ڈالی، وہ جماعت ہے جس کا قیام قرآنِ کریم میں درج اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانہ میں ہونا تھا۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قرآنِ کریم کا متن اپنی اصلی حالت میں لکھا ہوا محفوظ تھا اور مسلمان کہلانے والے افراد کی کثیر تعداد دنیا میں موجود تھی اور ایسے لوگوں کی بھی بہت بڑی تعداد موجود تھی جنہوں نے قرآنِ کریم حفظ کیا ہوا تھا۔ مگر درحقیقت ان کی اکثریت قرآنِ کریم کی اصل تعلیمات کو یکسر بھلا چکی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا ایک ایسی جماعت قائم کی جائے جس کے ذریعہ دنیا میں اسلام کی حقیقی تعلیمات کا دوبارہ ظہور ہو۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام کی جماعت کو دوسروں کے لئے ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نمونہ کے معنے یہ ہیں کہ دوسرے آپ کے قول وفعل سے متأثر ہوں اور جو دیکھیں اس پر وہ عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ سو آج آپ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہوکر اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور انہیں اکنافِ عالَم میں پھیلانے کا عہد کیا ہے۔

ایک اور موقع پر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے متبعین اپنی تمام نفسانی خواہشات اور جذبات سے اپنا دامن پاک کرلیں کیونکہ جب آپ احمدی ہونے اور حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ کریں گے تو دوسرے لوگ یقیناً آپ کو انتہائی تنقیدی نگاہ سے دیکھیں گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دوسرے لوگ میرے ماننے والوں کے عملی معیار کو جانچیں گے لہٰذا یہ اشد ضروری ہوجاتا ہے کہ احمدی مسلمان اخلاق کے انتہائی اعلیٰ معیار قائم کریں اور صرف اچھی عادات ہی اپنائیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ماننے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں تاکہ کوئی ان پر الزام نہ لگاسکے یا یہ نہ کہہ سکے کہ یہ اچھے مسلمان نہیں یا یہ کہ احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا ہر احمدی مرد و زن کو اپنی ان بھاری ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے۔ اگر وہ اپنا اچھا نمونہ قائم نہیں کریں گے تو نہ صرف یہ کہ ان کا اپنا تأثر دوسروں پر اچھا نہیں پڑے گا بلکہ وہ ساری جماعت کی بدنامی کا بھی باعث ہوں گے۔ خواہ وہ لجنہ اماء اللہ کی ممبر ہوں، خدام الاحمدیہ یا مجلس انصار اللہ سے تعلق رکھتے ہوں، ان کو ہمیشہ حقیقی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یقیناً اگر ذاتی نمونہ کمزور ہوگا تو پھر تبلیغ اور حقیقی اسلام کو پھیلانے کی مساعی لاحاصل رہیں گی اور کوئی ان باتوں پر دھیان نہیں دے گا۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر میری جماعت یہ چاہتی ہے کہ اسے ایک سچی جماعت سمجھا جائے تو لازم ہے کہ تمام افرادِ جماعت اپنی نفسانی خواہشات اور تمناؤں کو اپنے دین کی خاطر ترک کردیں۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے بے شمار مواقع پر ہمیں بہت ہی خوبصورت انداز میں نصائح فرمائی ہیں اور ہدایات دی ہیں جن کو ہمیں ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔ لجنہ اماء اللہ اپنے تعلیمی نصاب میں حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کی کتب بھی شامل کرتی ہے اور بہت سی ممبرات ان کتب کا مطالعہ بھی کرتی ہیں اور بعض ان کتب پر مبنی امتحان بھی دیتی ہیں۔ ہم باقاعدہ طور پر آپ علیہ السلام کی کتب کے حوالے، جلسوں اور اجتماعات کے موقع پر اپنے خطابات

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں